﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 16/ستمبر 2005ء | 12/شعبان1426ہجری قمری ❁ 16/تبوک 1384 ہجری شمسی | شمارہ 37

الٰہی رعب

غزوہ ذات الرقاع کے سفر میں رسول اللہ ﷺ تنہا ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ غورث بن حارث نے آپؐ کی تلوار اٹھالی اور آپ کو جگا کر کہا کہ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ آپؐ نے فرمایا ’’اللہ‘‘۔ یہ الفاظ ایسے پرشوکت اور پررعب تھے کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ آپؐ نے وہ تلوار اٹھالی اور پھر اسے معاف کردیا۔

(مسند احمد بن حنبل)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو لوگ اس اُمّت کو وحی و الہام کے انعامات سے بے بہرہ ٹھہراتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اگر اسلام میں مکالمہ مخاطبہ اور تفضّلات نہ ہوتے تو اسلام کچھ بھی چیز نہ ہوتا۔

’’یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے وحی و الہام کے دروازہ کو بند نہیں کیا۔ جو لوگ اس امّت کو وحی و الہام کے انعامات سے بے بہرہ ٹھہراتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو انہوں نے سمجھا ہی نہیں۔ ان کے نزدیک یہ امّت وحشیوں کی طرح ہے اور آنحضرت ﷺ کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہو چکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلّم خدا رہا ہے اب اس زمانہ میں آکر خاموش ہوگیا۔ وہ نہیں جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہیں تو ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ کا مطلب ہی کیا ہوا؟ بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اس کی ہستی پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی۔ اور پھر قرآن شریف نے یہ کیوں کہا ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾(العنکبوت:70) اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا﴾۔ (حم سجدہ:31)۔ یعنی جن لوگوں نے اپنے قول اور فعل سے بتا دیا کہ ہمارا ربّ اللہ ہے اور پھر انہوں نے استقامت دکھائی ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ فرشتوں کا نزول ہو اور مخاطبہ نہ ہو۔ نہیں، بلکہ وہ انہیں بشارتیں دیتے ہیں۔ یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہیں ہے۔ استقامت بہت مشکل چیز ہے یعنی خواہ ان پر زلزلے آئیں، فتنے آئیں، ہر قسم کی مصیبت اور دُکھ میں ڈالے جاویں مگر ان کی استقامت میں فرق نہیں آتا۔ ان کا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ ان پر خدا تعالیٰ کے فرشتے اتریں اور انہیں بشارت دیں کہ تم کوئی غم نہ کرو۔

یقیناً یاد رکھو کہ وحی اور الہام کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ وعدے کئے ہیں اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے ورنہ عیسائیوں کے ہاں بھی مہر لگ چکی ہے۔ وہ اب کوئی شخص ایسا نہیں بتا سکتے جو اللہ تعالیٰ کے مخاطبہ اور مکالمہ سے مشرّف ہو۔ اور ویدوں پر تو پہلے ہی سے مہر لگی ہوئی ہے۔ ان کا تو مذہب ہی یہی ہے کہ ویدوں کے الہام کے بعد پھر ہمیشہ کے لئے یہ سلسلہ بند ہوگیا۔ گویا خدا پہلے کبھی بولا تھا مگر اب وہ گونگا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اگر وہ اس وقت کلام نہیں کرتا اور کوئی اس کے فیض سے بہرہ ور نہیں تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ پہلے بولتا تھا اور یا اب وہ سنتا اور دیکھتا بھی ہے۔

مجھے افسوس ہوتا ہے جب مسلمانوں کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہوں کہ اب مکالمہ مخاطبہ کی نعمت کسی کو نہیں مل سکتی۔ یہ کیوں عیسائیوں یا آریوں کی طرح مُہر لگاتے ہیں؟ اگر اسلام میں یہ کمال اور خوبی نہ ہو تو پھر دوسرے مذاہب پر اسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہوگا؟ نری توحید سے تو نہیں ہوسکتا کیونکہ برہمو بھی تو ایک ہی خدا کو مانتا ہے، وہ بھی صدقہ دیتا ہے، خدا کو اپنے طور پر یاد بھی کرتا ہے اور یہی اخلاقی صفات اس میں پائے جاتے ہیں تو پھر ایک مسلمان میں اور اس برہمو میں کیا فرق ہوا؟ یہ امور تو نقل سے بھی ہو سکتے ہیں۔ اس کا کیا جواب ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ بجز اس کے کہ اسلام کا روشن چہرہ ان امتیازی نشانوں کے ذریعہ دکھایا جاوے جو خدا تعالیٰ کے مکالمہ کے ذریعہ ملتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ اصل جو فضل آسمان سے آتا ہے اس کی کوئی چوری اور نقل نہیں کرسکتا۔ اگر اسلام میں مکالمہ مخاطبہ اور تفضلات نہ ہوتے تو اسلام کچھ بھی چیز نہ ہوتا۔ اس کا یہی تو فخر ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کو ان انعامات و اکرام کا وارث بنا دیتا ہے اور وہ فی الحقیقت خدا نما مذہب ہے۔ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دکھا دیتا ہے اور یہی غرض ہے اسلام کی کیونکہ اسی ایک ذریعہ سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہو کر اسے پاک صاف بنا دیتی ہے اور حقیقی نجات کا دروازہ اس پر کھلتا ہے۔ کیونکہ جب تک خدا تعالیٰ پر کامل یقین نہ ہو گناہ سے کبھی نجات مل سکتی ہی نہیں۔ جیسے یہ ایک ظاہر امر ہے کہ جب انسان کو یقین ہو کہ فلاں جگہ سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس جگہ داخل نہ ہوگا۔ یا زہر کے کھانے سے مرجانے کا یقین زہر کے کھانے سے بچاتا ہے پھر اگر خدا تعالیٰ پر پورا پورا یقین ہو کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ہمارے افعال کی جزا دیتا ہے اور گناہ سے اسے سخت نفرت ہے تو اس یقین کو رکھ کر انسان کیسے جرأت کرسکتا ہے؟

سچی بات یہ ہے کہ اسلام کی روح اور اصل حقیقت تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف وہ انسان کو عطا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ آسمان سے انعام و اکرام ملتے ہیں۔ جب انسان اس مرتبہ اور مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی نسبت کہا جاتا ہے ﴿اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾۔ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو کامل ترقی پا کر اپنے ربّ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے نجات پائی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ613-614 جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

ساری دنیا سے آگے نکلنا ہے

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’تم نے سب سے آگے نکلنا ہے! نکلنا ہے! نکلنا ہے! اور اس کے لئے تمہیں تیاری کرنا ہوگی۔ ورنہ خدا تعالیٰ تمہیں منافق کہے گا۔ ﴿وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً﴾(التوبہ:46) میں خدا نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص میری آواز پر لبیک کہتا ہے لیکن اس کے لئے ان قربانیوں کے لئے تیار نہیں ہوتا جن کا مَیں مطالبہ کرتا ہوں وہ میری نگاہ میں منافق بن جاتا ہے۔ کیونکہ مومن وہ ہے کہ جب کسی چیز کے حصول کا ارادہ اور عزم کر لے تو اس کے حصول کے لئے جس قسم کی اور جتنی قربانی دینی پڑے اور تیاری کرنی پڑے وہ کرتا ہے۔ اور پھر وہ اللہ کے فضل سے کامیاب ہوتا ہے۔ کامیاب تو اللہ کے فضل سے ہوتا ہے لیکن اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں چھوڑتا۔ اس لئے ہم نے کہا کہ آپ سائیکل لیں اور مَیں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ سات سال تک انتہا ہے لیکن اگر ہو سکے اور جماعت ہمت کرے اور خصوصاً جماعت کے دیہاتی احمدی کوشش کریں تو تین چار سال میں ایک لاکھ سائیکل سوار بن جائیں گے۔ بہت سے فائدے ہوں گے، صحت اچھی ہوگی، وقت بچے گا، کھیتوں میں برکت ہوگی، مال زیادہ ہوگا، مال میں برکت ہوگی اور پھر اولاد میں بھی برکت ہوگی۔ صحت مند قوم بن جاؤ پھر دیکھو دنیا تمہیں اپنا حقیقی اور سچا خادم اور غمخوار سمجھنے لگے گی۔ ہم خادم کی حیثیت سے پیدا ہوئے اور خادم کے مقام پر کھڑے رہنا ہماری زندگی کا معراج ہے۔ جتنا ہم بڑھیں گے، جتنا ہم طاقتور ہوں گے، جتنا ہم علم میں ترقی کریں گے، جتنا ہماری فراست کا نور آسمان کی بلندیوں کو چھوئے گا اتنا ہی وہ جو خود کو ہمارا دشمن سمجھتا ہے ہمیں پہلے سے زیادہ اپنا دوست پائے گا، اپنا خادم اور ہمدرد پائے گا۔ پس آگے بڑھنا ہے اور ساری دنیا سے آگے نکلنا ہے۔ پاکستان تو بہت پیچھے ہے پاکستان نے تو اس طرف توجہ نہیں کی لیکن احمدی (اور میرا یہ پیغام دنیا بھر کے احمدیوں کو ہے کیونکہ خدام الاحمدیہ بین الاقوامی خدمت پر مامور ہیں) دنیا کے احمدی کو مَیں کہتا ہوں کہ اگر تم نے خدمت کی ذمہ داریاں، نوع انسانی سے ہمدردی کی ذمہ داریاں، ان دکھوں کو دور کرنے کی ذمہ داریاں اور قرآن کریم سکھانے کی ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں تو اپنے جسموں اور ذہنوں کو طاقتور بناؤ تا کہ تم قوی ہو جاؤ۔

دوسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ نہ صرف قوی بنو بلکہ ’’امین‘‘ بنو۔ اس کا تعلق اسی دوسری چیز سے ہے جس کا ذکر آج کے خطبہ جمعہ میں مَیں نے کیا تھا۔ یعنی قرآن کریم کی تعلیم سمجھنا اور دوسروں کو سمجھانا اور اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو تیار کرنا کہ اس پر عمل کریں‘‘۔

(مشعل راہ۔ جلد دوم صفحہ390)

اداریہ

پاکستان کے سفیر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ U.K. کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت اسلام اور پاکستان کے سفیر کی خدمت بجا لا رہی ہے۔

جب پاکستان قائم ہوا تو بہت ہی بے سروسامانی اور پریشانی کی صورت تھی۔ مشرقی پنجاب اور دوسرے صوبوں سے مسلمان نہایت پریشانی کی حالت میں لٹے پٹے پاکستان میں پہنچنا شروع ہو گئے۔ لاکھوں کی تعداد میں ان خانماں برباد لوگوں کی آبادی و بحالی کے نہ تو انتظامات تھے اور نہ ہی اتنے وسائل تھے۔ کراچی میں پاکستان حکومت کے اکثر و بیشتر دفاتر عارضی بیرکوں میں بنائے گئے تھے جہاں نہ تو ضروری فرنیچر موجود تھا اور نہ ہی سٹاف اور سٹیشنری۔ آہستہ آہستہ یہ سامان مہیا ہونا شروع ہوا۔ تاہم ابتدائی کام کرنے والوں کو بہت مشکلات کا سامنا تھا۔ اور انہوں نے صحیح معنوں میں مجاہدانہ روح کے ساتھ ابتدائی مشکلات پر قابو پایا اور مطالبات اور شکووں اور شکایات کی بجائے ایک فرض سمجھتے ہوئے پاکستان کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو گئے۔

ان مشکل حالات میں قائداعظم نے اپنی فراست، معاملہ فہمی سے کام لیتے ہوئے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ یہ قائداعظم جیسے عظیم لیڈر کی طرف سے ایک طرف تو حضرت چوہدری صاحب کی قیام پاکستان کے سلسلہ میں مفید و مؤثر خدمات کا اعتراف تھا اور دوسری طرف حضرت چوہدری صاحب کی غیر معمولی قابلیتوں اور صلاحیتوں پر مکمل اعتماد کا اظہار بھی۔

اس وقت گنتی کے چند بڑے بڑے ممالک میں پاکستان کے سفارتخانے قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں نہ تو پاکستان کے سفارتخانے موجود تھے اور نہ ہی کوئی سفیر۔ تاہم جماعت احمدیہ کے پاکستان کے غیر سرکاری سفیروں کا کام اپنے ذمہ لے لیا اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی مصلحانہ رہنمائی میں اپنے وطن کو باعزت طریق سے دنیا میں متعارف کروایا۔ ایک لمبے عرصہ تک بیرونی دنیا میں پاکستان، اسلام اور احمدیت کو باہم ایک اکائی کے طور پر جانا جاتا رہا۔ اور یہ کوئی بہت پرانی بات نہیں ہے۔ کہ بشمول برطانیہ، یورپ بھر میں 'لندن ماسک' مسجد فضل لندن ہی تمام مسلمانوں کا مرکز سمجھی جاتی تھی۔ مسجد فضل کی اس حیثیت اور شہرت کی وجہ سے قائداعظم کی سیاسی زندگی کے دوسرے دور کا آغاز مسجد فضل لندن سے ہوا۔ جہاں آپ نے اپنا پہلا خطاب کیا اور جو اس وقت کے پریس میں مسجد فضل کے حوالہ سے ہی شائع کیا گیا۔ علامہ اقبال کو اس مسجد میں نومسلم بچوں کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ انہوں نے ان بچوں کو اپنی جیب سے انعام دے کر اپنی خوشی و پسندیدگی کا اظہار کرنا ضروری سمجھا۔

ہندوستان کی آزادی کی تحریک کے ابتدائی زمانے میں مسلم لیگ اور اسی طرح کشمیری مسلمانوں کی آزادی اور ڈوگرہ مظالم سے انہیں بچانے کے لئے آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ہر طرح کی مدد ہماری جماعت نے حضرت مصلح موعودؓ کی غیر معمولی مدبرانہ رہنمائی میں کی اور اس زمانے میں مسلم لیگ کے پاس بعض اوقات اپنے جلسے کرنے کے لئے ضروری اخراجات بھی نہ ہوتے تھے تو انہیں قادیان سے اخراجات بھجوائے جاتے تھے۔ اور مسلم لیگ کے ہر جلسے میں قادیان سے حضور کی نمائندگی میں بالعموم حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ یا کوئی اور بزرگ ضرور شامل ہوتے تھے۔ یہ امر بھی ریکارڈ میں موجود ہے کہ آزادیٔ کشمیر کی تحریک کے ابتدائی زمانہ میں اور پھر تحریک پاکستان کے سلسلہ میں جب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات و مطالبات انگلستان کے ارباب حکومت اور معززین تک پہنچائے جائیں تو اس وقت اس کا واحد ذریعہ احمدی مبلغ ہی تھے جو اپنے تعلقات، اپنے اثر و رسوخ اور اپنے بلند کردار کی وجہ سے اپنی آواز مؤثر رنگ میں ہر سطح پر باقاعدہ اور منظّم طریق پر پہنچا سکتے تھے۔ پاکستان کی تاریخ کا یہ باب حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب دردؔ، حضرت مولوی فرزند علی خان صاحب اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ کے کارہائے نمایاں کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔

بانیٔ پاکستان، قائداعظم کا یہ بہت مشہور قول ہے کہ پاکستان کی بنیاد تو اس دن پڑ گئی تھی جب ہندوستان میں اسلام داخل ہوا اور یہاں کوئی پہلا شخص مسلمان ہو گیا تھا۔ اگر یہ بات درست ہے اور یقیناً درست ہے تو اس بنیادی محاذ پر کام کرنے والا اور کوئی نہیں صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی تھی جسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان اور بیرون ہندوستان اسلام کی تبلیغ کی سعادت حاصل ہوئی۔ بلکہ اسلام مخالف تحریکوں کے جواب میں اگر کوئی سینہ ٹھونک کر سامنے آیا اور مخالفوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کی مخالفانہ سازشوں کا توڑ کیا تو یہ سعادت صرف جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہوئی۔

آریہ سماج نے ہندوستان میں جب شدھی کی تحریک شروع کی اور مسلمانوں کو طرح طرح کے حیلوں بہانوں اور لالچ وغیرہ دلا کر ہندو بنانا شروع کیا تو ان کی ابتدائی کامیابیوں سے یوں نظر آتا ہے کہ کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایسے میں ہندوستان کے دور دراز گوشے قادیان سے ہی تائید اسلام کی آواز اٹھی اور احمدی مجاہدین اسلام اس کربلا میں کفن بردوش کود گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں نہ صرف یہ کہ شدھی کا زور توڑ کر رکھ دیا بلکہ آریوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔............

جماعت کی تاریخ تو ایسی ہی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ ہندوستان میں ''عیسائی انگریز'' حکومت ہونے کی وجہ سے عیسائی پادریوں کے حوصلے بہت بلند ہو رہے تھے اور وہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ اس کے بعد مرکز اسلام پر بھی صلیب کا جھنڈا لہرانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اس کے مقابلے کے لئے کسی دارالعلوم اور کسی خانقاہ سے کوئی آواز نہ اٹھی اور اس سناٹے میں اگر کوئی آواز اٹھی تو وہ پر شوکت آواز مسیح وقت نے قادیان سے بلند کی تھی۔ امرتسر کی جنگ مقدس، بشپ لاہور کو مقابلے کا چیلنج اور کسر صلیب کے دلائل کی کاٹ اتنی تیز اور مؤثر تھی کہ ہندوستان ہی نہیں خود مرکز عیسائیت میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے بعد عیسائیت کی تبلیغ کا وہ رنگ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جب تک پاکستان کی سفارت پر اعزازی رنگ میں جماعت احمدیہ کا اثر رہا اس وقت تک پاکستان ایک ابھرتی ہوئی اسلامی طاقت کے طور پر پہچانا جاتا تھا۔ مگر سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے پاکستان دشمن طاقتوں نے پاکستان پر قبضہ جما لیا اور ''منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے''، کے مطابق پاکستان اور قائداعظم کی مخالفت کے داغ دھونے کے لئے 'ختم نبوت' یعنی ایک خالص اسلامی مذہبی مسئلہ کو سیاسی رنگ دے کر جھوٹے پراپیگنڈہ کے طور پر اس پر قبضہ جما لیا اور پاکستان کے ہمدرد، بہی خواہوں کو ایک طرف دھکیل دیا تو دنیا بھر میں پاکستان کی شہرت ان کی اپنی حالت و حقیقت کے مطابق ناقابل رشک ہو گئی اور یہ موازنہ بہت ایمان افروز اور حقیقت کشا ہے کہ پاکستان کی ساکھ اور شہرت پہلے بہتر تھی یا آج بہتر ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَ بْصَار۔

(عبدالباسط شاہد)

سر آنکھوں کو جنہوں نے تیرے قدموں میں چوپال کیا
ناچیز کا ہاتھ پکڑ کے تُو نے انہیں ابدال کیا
کوچے میں آواز لگا کر کاسۂ خیرات لئے
ہم کنگلوں نے تیرے در سے خود کو مالا مال کیا
رات گھنیری میں جاناں تسکین لئے جب اُترا تُو
عشق، وفا کے دیپ جلا کر ہم نے استقبال کیا
مے خانۂ عشق کے ہم بیمار پڑے بے حالوں کا
ساقیا تیری ایک نظر نے بہتر سب احوال کیا
سانسوں کی مضراب نے دل کے تاروں پہ وہ چھیڑے گیت
اشکوں کی رم جھم نے ایسا محفل میں سُر، تال کیا
نور کی مشکوں سے محفل پہ فضلوں کی برسات ہوئی
روح نے وَجد میں آ کر فرشِ دل پہ رقص، دھمال کیا
تب پھر ہم افلاک کی جانب کو محوِ پرواز ہوئے
ہم نے اپنے کبر و انا کو خود سے جب پامال کیا

(مبارک احمد ظفر)

جلسہ سالانہ کے نیک اثرات

مکرم طارق محمود صاحب مبلغ سپین، جلسہ سالانہ برطانیہ 2005ء کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے خط محررہ 31/ جولائی 2005ء میں لکھتے ہیں:

''پیارے حضور! جہاں ساری دنیا میں احمدی اور غیر احمدی دنیا پر جلسہ سالانہ کے نیک اثرات مرتب ہو رہے ہیں، سپین کے میڈیا پر جو اثر ہوا ہے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِک) اس کا ذکر کرنا چاہتا ہوں تا کہ حضور انور کے دل سے نکلی ہوئی دعائیں ان سپینش لوگوں کا مقدر بن جائیں جیسا کہ حضور انور کو سپین سے پیار ہے۔

پیارے آقا! گزشتہ روز بتاریخ 30/ جولائی 2005ء سپین کے ٹیلی ویژن چینل Antena 3 اور تیلی سنکو (Tele 5) نے اس جلسہ سالانہ یو کے 2005ء کی جھلکی نشر کی جبکہ حضور انور پرچم کشائی فرما رہے تھے۔ اور دوسری جھلکی میں احمدی بھائی ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے اور نہایت پیار بھرا ماحول تھا۔

اس نظارہ پر Tele 5 کا تبصرہ پیش خدمت ہے۔ اس ٹی وی نے یہ تبصرہ لندن بم دھماکہ کا حوالہ دے کر کیا کہ:

دنیا کے سب مسلمان ایک جیسے نہیں اور نہ ہی ہر پاکستانی جماعت دہشتگرد ہے۔ یہ جماعت احمدیہ ہے جو لندن میں ہی تیس ہزار کی تعداد میں ساری دنیا سے اکٹھے ہو کر اپنا جلسہ سالانہ منا رہے ہیں اور کتنا پیارا ماحول ہے''۔

تیرا نبی جو آیا اس نے خدا دکھایا دینِ قویم لایا بِدعات کو مٹایا
حق کی طرف بلایا مل کر خدا ملایا یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

یاجوج وماجوج کا خروج اور زوال

(فضل الٰہی انوری۔ جرمنی)

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ آخری زمانہ میں یاجوج و ماجوج کے صفاتی نام سے ایک قوم پیدا ہوگی جو دنیا میں فتنہ وفساد برپا کرے گی اور مادی وسائل میں اس قدر ترقی کرلے گی کہ زمین کی کوئی بلندی اور پستی اس کی راہ میں حائل نہیں ہوگی۔

قرآن کریم میں یاجوج وماجوج کا ذکر دو مقامات پر آیا ہے۔ سب سے پہلے سورۃ الکہف میں اس کا ذکر ایک ایسی قوم کے طور پر آتا ہے جو لوٹ مار اور فساد پیدا کرتی رہتی تھی۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا عَلٰی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا﴾

(سورۃ الکہف:94-95)

یعنی ’’اے ذوالقرنین! یا جوج اور ماجوج اس ملک میں آکر بڑا فساد کرتے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم تمہارے لئے خرچ مقرر کردیں اور تُو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار تعمیر کردے؟‘‘

آگے فرماتا ہے کہ ذوالقرنین نے ان کے کہنے پر اپنے جملہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ان دو بڑی روکوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جس سے یاجوج وماجوج کے حملے رک گئے۔

دوسری سورۃ، سورۃ الانبیاء ہے جہاں بتایا گیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کسی مستقبل کے زمانے میں مادی وسائل اور جنگی صلاحیتوں میں اس قدر ترقی کر جائیں گے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی روک حتیٰ کہ پہاڑ اور سمندر بھی ان کی راہ میں حائل نہیں ہوسکیں گے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَکْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۔ حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴾ (الانبیاء:96-97)

یعنی ’’ ہر وہ بستی جسے ہم ہلاک کر چکے ہیں، اس کے لئے فیصلہ کردیا گیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر واپس نہیں آئیں گے یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی کے پر سے کود پڑیں گے‘‘۔

اب قرآن کریم کوئی قصّوں اور کہانیوں والی کتاب نہیں بلکہ اس میں بیان کردہ واقعات یا تو آنے والی قوموں کے لئے بطور نصائح کے ہیں اور یا ان کے اندر آئندہ زمانوں کے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ یہاں بھی محولہ بالا دونوں قرآنی آیات کو ملانے سے ایک زبردست پیشگوئی سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ جس طرح گزشتہ زمانے میں یاجوج و ماجوج کہلانے والی قوم زمین میں فساد پیدا کرتی رہی ہے، اسی طرح آئندہ زمانے میں بھی اس صفاتی نام سے متصف ایسے لوگ پیدا ہوجائیں گے جو وسائل نقل وحمل اور آلات حرب کی ایجاد میں بے پناہ ترقی حاصل کرنے کے بعد دنیا میں فساد پیدا کرنے لگ جائیں گے۔ ان کی خاص علامت یہ ہوگی کہ دنیا کی کوئی بلندی یا پستی ان کے لئے روک نہیں رہے گی۔ اور پھر جس طرح اُس زمانے میں ’ذوالقرنین‘ نام کے ایک شخص نے دیوار بنا کر ان کے حملوں کو روکا تھا اسی طرح آئندہ زمانے میں بھی یاجوج و ماجوج کا صفاتی نام پانے والی قوم کے حملوں کی روک تھام کے لئے اللہ تعالیٰ ایک اور ذوالقرنین کو مبعوث فرمائے گا۔

ذوالقرنین اوراس کی دیوار

آگے بڑھنے سے پیشتر یہ بتانا ضروری ہے کہ وہ پہلا ذوالقرنین کون تھا اور اس نے کب اور کہاں دیوار بنائی تھی۔ بائبل کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ میدیا اور فارس کے بادشاہ کو ذوالقرنین کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس نے مشرق اور مغرب میں بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں، وہ خدا کا برگزیدہ تھا اور صاحبِ الہام تھا۔ جیسا کہ بائبل کی کتاب ’یسعیاہ‘ باب 45 میں آتا ہے کہ وہ خدا کا ممسوح تھا۔ اور خدا نے کئی بار اسے اپنے کلام سے برگزیدہ کیا۔......اسی طرح کتاب ’عزرا‘ باب نمبر 1 میں آتا ہے کہ خدا نے اسے زمین کی ساری مملکتیں عطا فرمائیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ فارس اور میدیا کے بادشاہوں میں سے خورس (King Cyrus) ایک ایسا بادشاہ گزرا ہے جس نے اپنے اردگرد کے ممالک میں بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ جو بڑا منصف مزاج اور ایک منفرد اور بے مثل شخصیت کا مالک تھا۔ نیز اسے کثرت سے سچی خوابیں آتی تھیں۔

(Historians History of the World, Vol 2, P 597)

تاریخ کا یہ بیان بائیبل کے اس بیان کی کہ ’وہ صاحب الہام اور خدا کا برگزیدہ تھا‘، تصدیق کرتا ہے ......نیز بتاتا ہے کہ بائبل جسے ذوالقرنین کے لقب سے پکار رہی ہے، اس کا اصل نام خورس تھا۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر کبیر، مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ زیر تفسیر سورۃ الکہف)

تاریخ سے یہ تو پتہ نہیں چلتا کہ شاہ خورس نے کوئی دیوار بنائی تھی تاہم تاریخ اور جغرافیہ اس امر پر متفق ہیں کہ ۵۳۵ ق م میں آرمینیا اور آذربائیجان کے علاقہ میں ایک ایسی دیوار موجود تھی جو بحیرہ اخضر (Capsian Sea) سے لے کر کوہ قاف تک پھیلی ہوئی تھی اور جو شمال کی طرف سے ہونے والے حملوں سے بچاؤ کا کام دیتی تھی۔ ۵۰ میل لمبی، ۲۹ فٹ اونچی اور دس فٹ چوڑی یہ دیوار جو ’دربند‘ کی دیوار کے نام سے مشہور تھی، اب اگرچہ ٹوٹ پھوٹ چکی ہے مگر اس کے آثار اور شواہد اب بھی موجود ہیں۔ دیوار بنائے جانے کا زمانہ تاریخی بیان کے مطابق ۵۳۵ ق م ہے۔ یہ وہی زمانہ ہے جو شاہ خورس کا زمانہ تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ مشکل نہیں کہ ’دربند‘ کی دیوار بنانے والا وہی شخص ہے جسے قرآن نے ذوالقرنین کے نام سے پکارا ہے۔

گویا بائبل اور تاریخی بیانات کے مطابق میدیا اور فارس کا بادشاہ ہی ذوالقرنین تھا اور بحیرہ اخضر سے کوہ قاف تک پھیلی ہوئی دیوار اسی نے بنائی تھی۔

یاجوج ماجوج کے دوبارہ خروج کا زمانہ

اس قدر تعیین کے بعد اب یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے کہ وہ کونسا زمانہ ہے جس میں یاجوج و ماجوج کا دوبارہ ظاہر ہونا مقدر ہے؟ وہ کون لوگ یا کونسی قومیں ہیں جو یاجوج و ماجوج کا صفاتی نام پاکر زمین میں فتنہ وفساد برپا کریں گی؟ اور وہ ذوالقرنین جو اس فتنہ وفساد کے سامنے دیوار کھڑی کرے گا کون ہوگا؟ اور اس کا پیدا ہونا کب اور کہاں مقدر ہے؟ وہ دیوار کس قسم کی ہوگی اور کس قوم کے لئے بنائی جائے گی؟

جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے تو اس میں جہاں یاجوج و ماجوج کا ذکر ایک فساد پیدا کرنے والی قوم کے طور پر آیا ہے، وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مسیحی اقوام کے لئے مقدر تھا کہ اسے ترقی کے دو دور نصیب ہوں گے اور یہ کہ وہ دوسرے دور میں بے پناہ ترقی کریں گے۔ دنیا کے مشرق ومغرب میں پھیل جائیں گے اور بڑے بڑے مہلک ہتھیار ایجاد کر کے آپس میں کشت وخون کے ذریعے ایک دوسرے کو تباہ کریں گے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں تفسیر کبیر از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ زیر تفسیر سورۃ الکہف)

نیز یہی وہ سورۃ ہے جس کی پہلی اور آخری آیات کی تلاوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنے سے محفوظ رہنے کا علاج قرار دیا ہے۔

پھر سورۃ الأنبیاء میں یاجوج و ماجوج کے ذکر میں ان کے دوسرے دور کی جو علامت بتائی گئی ہے یعنی ’ان کا بلندیوں پر سے کود پڑنا‘ یہ قرآنی علامت بھی مغربی اقوام پر صادق آرہی ہے۔

احادیث کی طرف آئیں تو ’صحیح مسلم‘ میں آتا ہے کہ ایک بار صحابہ کرامؓ آپس میں ’الساعة‘ یعنی اس موعودہ گھڑی کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے جسے قرآن کریم نے غلبۂ اسلام کی گھڑی قرار دیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَوْا قَبْلَهَا عَشَرَ آیاتٍ......الخ‘‘۔ (صحیح مسلم باب خروج الدجال)

یعنی وہ موعودہ گھڑی نہیں آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس علامات کو نہ دیکھ لوگے۔

مفسرین نے ’الساعۃ‘ کے معنی ’قیامت‘ کے کئے ہیں۔ تاہم قرآنی اصطلاح میں یہ لفظ اکثر اسلام کے عالمگیر غلبے کے وقت پر بولا گیا ہے۔

آگے آتا ہے کہ پھر آپ نے وہ دس علامات گن کر بیان فرمائیں۔ ان میں قابل ذکر دخان کا نکلنا۔ دجّال اور دابّۃ الارض کا خروج۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ نزول عیسیٰ ابن مریم اور یاجوج وماجوج کا ظاہر ہونا ہیں۔

اسی مضمون کی ایک حدیث کسی قدر اختلاف کے ساتھ ’درّ منثور‘ میں بھی بیان ہوئی ہے۔

(در منثور جلد ۵ صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ مصر)

اسی طرح ’صحیح مسلم‘ کی ایک اَور حدیث میں بھی امت میں ظاہر ہونے والے مسیح کے ساتھ یاجوج و ماجوج کا ذکر ملتا ہے۔ حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

فَبَیْنَمَا هُوَ کَذٰلِکَ اَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی عِیْسٰی اِنِّی قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَاداً لِّی لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْعِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ وَ یَبْعَثُ اللّٰهُ یاجُوْجَ و ما جُوْجَ وَ هُمْ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَنْسِلُوْنَ۔

یعنی جب عیسیٰ نبی اللہ اصلاح خلق کے کام میں مصروف ہونگے تو اللہ تعالیٰ انہیں وحی کرے گا کہ میں نے ایسے انسان پیدا کردیئے ہیں جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو ’طور‘ پر لے جا۔ پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی پر سے کودتے پھاندتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے۔

جیسا کہ اس حدیث نبوی کے الفاظ سے ظاہر ہے، ان میں دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں یاجوج و ماجوج کے بارے میں وہی الفاظ آئے ہیں جو قرآن کریم میں ان اقوام کی مادی ترقیات میں کمال حاصل کرنے کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی ﴿مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴾‘‘۔

گویا قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق یاجوج وماجوج کے ظاہر ہونے کا تعلق جہاں ایک طرف مسیحی اقوام کی ترقی کے دوسرے دور سے ہے، وہاں دوسری طرف دجال کے ظہور اور مسیح کی آمد ثانی (یعنی ظہور مسیح موعود) سے بھی اس کا تعلق بتایا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ مسیحی ترقی کا زمانہ یہی ہے جس میں سے دنیا اِس وقت گذر رہی ہے۔ کیونکہ مسیحی اقوام اِس زمانے میں اپنی ترقی کے درجۂ کمال تک پہنچ گئی ہیں۔

حدیث میں جو یہ بتایا گیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کے حملوں سے بچاؤ کے لئے مسیح موعود اپنی جماعت کو ایک محفوظ مقام پر لے جائے گا جسے ’طور‘ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ تو اس کی تشریح آگے بیان کی جائے گی۔

مذکورہ بالا بیانات سے نہ صرف یاجوج وماجوج کے زمانے کی تعیین ہو جاتی ہے بلکہ اس کا صفاتی نام پانے والی قوم یا قوموں کی بھی تعیین ہو جاتی ہے۔ یعنی ان سے مراد مغرب کی وہ مسیحی اقوام ہیں جو اپنی موجودہ ترقی، اپنے تباہ کن آلاتِ حرب اور اپنے نقل وحمل کے عدیم المثال وسائل کی بدولت ان جملہ صفات سے پوری طرح متّصف ہوچکی ہیں جو قرآن وحدیث میں یاجوج وماجوج کے تعلق میں بیان کی گئی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ریل گاڑی سے لے کر ہوائی جہازوں اور مصنوعی سیاروں تک ان کے ایجاد کردہ تمام وسائل نقل وحرکت ان کی اس خصوصی علامت ﴿وَ هُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴾ کی مکمل تعبیر نظر آتے ہیں جس میں ان کے تیز رفتاری اور بلند پروازی میں کمال حاصل کرنے کی طرف صریح اشارہ کیا گیا تھا۔ یہی وہ کمال ہے جس کی بنا پر آج مغربی عیسائی اقوام نے دیگر اقوام عالم پر اقتصادی اور سیاسی برتری حاصل کر لی ہے۔ اسی کی بدولت نہ پہاڑوں کی چوٹیاں ان کی راہ میں حائل ہوسکی ہیں اور نہ سمندروں کے پانی۔ اور پھر وہ اپنے اِنہی وسائل کے بل بوتے پر مشرق میں بھی پہنچ گئے اور مغرب میں بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے شمالی علاقوں کو بھی زیر کرلیا اور جنوبی علاقوں پر بھی اپنا تسلط جمالیا اور اب ان کا یہی کمال انہیں کائنات کو مسخر کرنے کی طرف لے جارہا ہے۔

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف یَنْسِلُوْن‘‘

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ’یاجوج وماجوج‘ سے متعلق ایک اَور تصریح اس کے منطوق کو ہر شک وشبہ سے بالا کردیتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

’’یاجوج وماجوج کا لفظ ’اجیج‘ سے لیا گیا ہے جو شعلۂ نار کو کہتے ہیں جس میں یہ اشارہ ہے کہ یاجوج ماجوج کے لئے آگ مسخر کی جائے گی اور وہ اپنے دنیوی تمدن میں آگ سے بہت کام لیں گے۔ ان کے برّی اور بحری سفر آگ کے ذریعے ہونگے۔ ان کی

لڑائیاں آگ کے ذریعے ہوں گی۔ ان کے تمام کاروبار کے انجن آگ کی مدد سے چلیں گے۔

دوسری وجہ تسمیہ لفظ یاجوج و ماجوج کے اندرونی خواص کے لحاظ سے ہے اور وہ یہ کہ ان کی سرشت میں آتشی مادہ زیادہ ہوگا۔ وہ قومیں بہت تکبر کریں گی۔ اور اپنی تیزی اور چستی اور چالاکی میں آتشی خواص دکھلائیں گی۔ اور جس طرح مٹی جب اپنے کمال تمام کو پہنچتی ہے تو وہ حصہ مٹی کا کافی جوہر بن جاتا ہے جس میں آتشی مادہ زیادہ ہوتا ہے جیسے سونا، چاندی اور دیگر جواہرات۔ پس اس جگہ قرآنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ یاجوج و ماجوج کی سرشت میں ارضی جوہر کا کمال تام ہے۔“

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۲۱ حاشیہ)

آخری زمانہ کا ذوالقرنین

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ ذوالقرنین کون ہے جس نے یاجوج و ماجوج کہلانے والی ان اقوام کے حملوں سے بچاؤ کیلئے دیوار تعمیر کرنی تھی اور یہ کہ وہ دیوار کب اور کیسے تعمیر ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا اس کی روشنی میں آپؑ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کے ناطے وہ ”ذوالقرنین“ آپؑ ہی ہیں۔ وہ قوم جسے یاجوج و ماجوج کے حملوں سے بچانے کے لئے اس نے دیوار تعمیر کرنی تھی، وہ مسلمان قوم ہے۔ اور وہ دیوار، وہ دلائل قویہ عقلیہ ونقلیہ ہیں جو آپؑ کو توحید باری تعالیٰ کے ثبوت اور حقانیتِ اسلام کے بارے میں خدا کی طرف سے سمجھائے گئے اور جن سے آپؑ کا علم کلام بھرا پڑا ہے۔ دوسری طرف وہ دیوار آپ کے وجود میں ظاہر ہونے والے وہ روشن نشانات ہیں جن کا وافر حصہ آپ کو عطا کیا گیا اور جن کی بدولت آپ نے فی زمانہ اگر ایک طرف کفر و الحاد کی دیواروں کو بنیادوں سے اکھیڑ کر رکھ دیا تو دوسری طرف یہی نشانات اپنی شوکت اور فطری قوت جاذبہ کی بدولت دنیا کی سعید روحوں کو کھینچ کھینچ کر خدا کے سچے دین یعنی ’دینِ اسلام‘ کی طرف لا رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اب انشاء اللہ اگر ایک طرف اسلام کا نام بلند ہوگا تو دوسری جانب مسلمانوں کی کھوئی ہوئی قسمت کا ستارہ چمک اٹھے گا۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

وَ مَا جِئْتُ اِلَّا فِیْ وَقْتٍ فُتِحَتْ یَأْجُوجُ وَ مَاْجُوجُ وَ هُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُون فَبُعِثْتُ لِاَ صُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ صَوْلِهِمْ بآیَاتٍ بَیِّنَاتٍ وَّ اَدْعِیَةٍ تَجْذِبُ الْمَلاَئِکَةَ اِلَی الْاَرْضِ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَ لِاَ جْعَلَ سَدًّا لِقَوْمٍ یُسْلِمُوْنَ۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ ۱۲۵)

یعنی: مَیں عین اس وقت آیا ہوں جب یاجوج و ماجوج کھول دئے گئے ہیں اور وہ ہر بلندی پر سے کودتے پھاندتے ہوئے اکنافِ عالم میں پھیل چکے ہیں پس مَیں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ تا مَیں مسلمانوں کو ان کی ایذا سے اور حملوں سے روشن نشانات اور ان دعاؤں کے ذریعہ سے بچاؤں جو آسمانوں سے فرشتوں کو کھینچ لائیں گی اور تا مَیں ان لوگوں کے لئے جو اسلام لے آئے ایک دیوار تعمیر کردوں۔

غرض دلائل اور خارق عادت نشانات کی بنیادوں پر تعمیر ہونے والا یہی وہ عظیم الشان قلعہ ہے جو فی زمانہ دہریت اور خشک فلسفہ کی زہر آلود ہواؤں سے بچانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اور یہی وہ حصار عافیت ہے جس میں داخل ہو کر مسلمان استعماری طاقتوں کے ان تخریبی حربوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں گے جو وہ رات دن ان کے اندر تشقق اور افتراق پیدا کرنے کی غرض سے بروئے کار لاتی اور اس طرح ان کے دینی اور ملی تشخص کو تباہ کرتی چلی جا رہی ہیں۔ اسی بنا پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ساری دنیا، بالخصوص امت اسلامیہ کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں یہ خوشخبری بہم پہنچائی کہ:

”اس زمانے کا حصن حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے“

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۳۴)

اور یہ ظاہر ہے کہ فی زمانہ اٹھنے والے سارے فسادات اور امن اور اخلاق کو تباہ کرنے والی ساری کارروائیاں یاجوج و ماجوج کہلانے والی اقوام ہی کی پیدا کردہ ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی شعلہ بیانیوں، شرانگیزیوں اور ہلاکت سامانیوں کے باعث پُورے طور پر ان ناموں کے مصداق بن چکے ہیں۔

اسی طرح آپؑ نے بعض دیگر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں دنیا کو یہ مژدہ بھی سنایا کہ جب یاجوج و ماجوج کہلانے والی قومیں اہل دنیا کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیں گی یہاں تک کہ ان کے لئے کوئی راہ فرار باقی نہیں رہے گی، تو یہی ذوالقرنین دنیا کو اس مصیبت سے نجات دلانے اور اسے امن اور سلامتی سے ہمکنار کرنے کے لئے آسمان سے مدد کا طالب ہو گا۔ جیسا کہ فرمایا:

”فَعِنْدَذٰلِکَ یَقُوْمُ الْمَسِیْحُ اَمَامَ رَبِّهٖ الْجَلِیْلِ وَ یَدْعُوهُ فِی اللَّیْلِ الطَّوِیْلِ بِالصُّرَاخِ الْعَوِیْلِ وَ یَذُوْبُ ذَوْبَانَ الثَّلْجِ عَلَی النَّارِ وَ یَبْتَهِلُ لِمُصِیْبَةٍ نَزَلَتْ عَلَی الدِّیَارِ وَ یَذْکُرُ اللّٰهَ بِدُمُوْعٍ جَارِیَةٍ وَّ عَبَرَاتٍ مُتَحَدِّرَةٍ فَیُسْمَعُ دُعَآءُهٗ لِمَقَامٍ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَ تَنْزِلُ مَلآئِکَةُ الْاِیْوَاءِ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَفْعَلُ وَ یُنْجِی النَّاسَ مِنَ الْوَبَآءِ فَهُنَاکَ یُعْرَفُ الْمَسِیْحُ فِی الْاَرْضِ کَمَا عُرِفَ فِی السَّمَآءِ وَیُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِی قُلُوْبِ الْعَامَّةِ وَالْاُمَرَآءِ حَتّٰی یَتَبَرَّکُ الْمُلُوْکُ بِثِیَابِهٖ۔

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن، جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۸)

یعنی جب یاجوج و ماجوج کا مچایا ہوا فساد اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا تو مسیح موعود اپنے رب جلیل کے سامنے بڑی گریہ و زاری کے ساتھ اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر ان مصائب کے رفع ہونے کے لئے دعا کرے گا جو ملکوں پر وارد ہو چکے ہونگے۔ اس کی دعا اس مقام کی بدولت جو اسے اپنے رب کے حضور حاصل ہوگا، سنی جائے گی۔ تب ملائکہ آسمان سے اتریں گے اور دنیا کو ان مصیبتوں سے نجات دلائیں گے۔ پس مسیح موعود زمین پر بھی اسی طرح پہچانا جائے گا جیسے آسمان پر اور یہ مقبولیت جو عامۃ الناس اور امراء کے دلوں میں پیدا ہوگی، اتنی عظیم الشان ہوگی کہ بادشاہ بھی دیوانہ وار اس کی طرف آئیں گے تاکہ اس کے کپڑوں سے برکت حاصل کریں۔

یہ عبارات صاف بتلا رہی ہیں کہ یاجوج و ماجوج کا مقابلہ کرنے کی طاقت صرف اور صرف اس شخص کو ہوگی جسے خدا اس زمانہ کا ذوالقرنین ثانی (یعنی مسیح موعود) بنا کر بھیجے گا اور وہ مقابلہ مادی اسباب یا مادی ہتھیاروں سے نہیں بلکہ روحانی اسباب اور خدا تعالیٰ کی طرف سے دی جانے والی روحانی قوت سے ہوگا۔ اس کے علاوہ کسی قسم کی اَور کوشش عبث اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہوگی۔

یہ وہ نقشہ ہے جو حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے خدا سے علم پا کر یاجوج و ماجوج کی انجام کار ناکامی اور ہلاکت اور اس کے ساتھ اسلام کو نصیب ہونے والی عالمگیر فتح و نصرت کا کھینچا اور جو انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت پر حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آجائے گا۔

دراصل یہی وہ تقدیر الٰہی ہے جو سورۃ الانبیاء کی ان آیات میں جہاں یاجوج و ماجوج کے آخری زمانہ میں دوبارہ اٹھنے اور دنیا میں پھیل جانے کا ذکر ہے، غلبۂ اسلام کے تعلق میں مجمل طور پر بیان ہوئی ہے۔ ان آیات کا تفسیری ترجمہ کچھ اس طرح بنتا ہے (آیات مضمون کے شروع میں دی جا چکی ہیں):

”کوئی بستی جو ایک بار ہلاک کر دی جائے دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتی مگر جب یاجوج و ماجوج کھولے جائیں گے، تو ایسا ہو جائے گا“۔

گویا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عام سنت جو جاری ہے وہ تو یہی ہے کہ جب کوئی قوم ہلاک کر دی جاتی ہے تو اسے دوبارہ اٹھنے کا موقع نہیں ملتا مگر یاجوج و ماجوج کے ظاہر ہونے کے بعد مسلمان جو اس وقت سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے مغلوب اور کمزور ہو چکے ہونگے اور ان کے اندر دینی اور روحانی اعتبار سے زندگی مفقود ہو چکی ہوگی، انہیں ایک بار پھر زندہ کیا جائے گا، انہیں دوبارہ عروج حاصل ہوگا اور ان کی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ قائم ہو جائے گی۔

یہ عظمت اور یہ عروج انہیں کیسے نصیب ہوگا؟ اس بارے میں احادیث نبویہ (اس مضمون سے تعلق رکھنے والی صحیح مسلم کی ایک حدیث بطور مثال بیان کی جا چکی ہے) سے جو تصویر پیدا ہوتی ہے، وہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے الفاظ میں دیکھنے کے قابل ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”احادیث صحیحہ صاف اور صریح لفظوں میں بتلا رہی ہیں کہ یاجوج و ماجوج کا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ جب قوم یاجوج و ماجوج اپنی قوت اور طاقت کے ساتھ تمام قوموں پر غالب آجائے گی اور ان کے ساتھ کسی کو تابِ مقابلہ نہ رہے گی، تب مسیح موعود کو حکم ہوگا کہ اپنی جماعت کو، کوہ طور کی پناہ میں لے آوے۔ یعنی آسمانی نشانوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کرے اور خدا کے زبردست اور ہیبت ناک عجائبات سے مدد لے۔ ان نشانوں کی مانند جو بنی اسرائیل کی سرکش قوم کو ڈرانے کے لئے کوہ طور میں دکھلائے گئے تھے۔ جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ﴿رَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْر﴾ یعنی کوہِ طور میں نشان کے طریق پر بڑے بڑے زلزلے آئے اور خدا نے طُور کے پہاڑ کو یہود کے سروں پر اس طرح لرزاں کر کے دکھلایا کہ گویا اب وہ ان کے سروں پر پڑتا ہے۔ تب وہ اس ہیبتناک نشان کو دیکھ کر بہت ڈر گئے۔ اسی طرح مسیح موعود کے زمانہ میں بھی ہوگا“۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ ۸۹)

یہ اقتباس جہاں ایک بہت ہی امید افزا پیغام پر مشتمل ہے اور ایک دردمند مسلمان کے اندر اسلام کے مستقبل کے بارے میں یقین کی شمع روشن کرتا ہے وہاں بین السطور یہ قابل فکر بات بھی سامنے آتی ہے کہ مسلمان اس آسمانی حصارِ عافیت سے کماحقہٗ فائدہ نہیں اٹھائیں گے، جس کے نتیجہ میں جہاں وہ ایک طرف زلازل جیسے خوفناک آسمانی مصائب کا نشانہ بنیں گے، وہاں یاجوج و ماجوج کا نام پانے والی اقوام کے ہاتھوں بھی ذلت پر ذلت اٹھاتے چلے جائیں گے۔ اور پھر بہت کچھ نقصان اٹھا لینے کے بعد بالآخر انہیں اپنی بقا اور سلامتی کی خاطر اسی روحانی قلعہ کی پناہ میں آنا پڑے گا۔

یاد رہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے اپنی جماعت کو ”کوہِ طور“ پر لے جانے کے الفاظ میں ایک نہایت دقیق نکتۂ معرفت مضمر ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کی بیان فرمودہ مندرجہ ذیل لطیف تشریح سے ظاہر ہے:

”جب مسیح موعود و مہدی معہود کے زمانہ میں اسلام دشمنوں کے نرغے میں آجائے گا یعنی ایک محاصرہ کی کیفیت پیدا ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو وحی کرے گا کہ تم اور تمہارے ساتھی اللہ تعالیٰ کے کوہ طور پر ظاہر ہونے والے جلوے یعنی چمکتے ہوئے نشانِ آسمانی کی پناہ میں آجاؤ اور یہی کیفیت تمہیں دشمنوں کے شر سے بچائے گی“۔

(تفسیر سورۃ الکہف از حضرت مسیح موعودؑ)

گزشتہ پون صدی کے دوران بلکہ اس سے بھی بہت پہلے مسلمانوں نے اپنی بدنصیبی کی وجہ سے مغربی اقوام کے ہاتھوں جس قدر نقصان اٹھایا اور اب تک اٹھا رہے ہیں ہے، وہ ایک ایسی کھلی ہوئی تاریخی حقیقت ہے جس کو اس عظیم پیشگوئی کی عملی تعبیر کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ کسے معلوم نہیں کہ اس عرصہ میں ان قوموں نے عالم اسلام کے اندر نفاق کے کتنے بیج بوئے، انہیں کس کس رنگ میں باہم دست و گریبان کیا، اور ان کو ایک دوسرے کے گلے کاٹنے کے لئے پوشیدہ اور ظاہر طور پر کیسے کیسے مہلک ہتھیار دے کر استعمال کرتے رہے بلکہ جہاں ان کا بس چلا انہوں نے ان کے خلاف فوجی یلغار کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اس سلسلے میں ان کا آج سے پچاس سال قبل مسلمانوں کے ایک پورے ملک (فلسطین) کو صفحۂ زمین سے مٹا کر اس کی ہڈیوں اور لاشوں پر صہیونیت کا اڈہ تعمیر کرنا، پھر حال ہی میں ان کا مسلمانوں کے اندر ایک ابھرتی ہوئی طاقت (عراق) کو کچلنے میں ایک بھیانک اور انسانیت سوز کردار ادا کرنا، یہ دو ایسے واقعات ہیں جو تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ خونی الفاظ سے لکھے جائیں گے۔ اس سے زیادہ ان کی اسلام دشمنی کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے؟

اور اب انہی قوموں کے مبیّنہ نظام نو کے سب سے بڑے فوجی ٹھیکیدار (امریکہ) نے ”عالمی نظام نو“ کے بظاہر خوبصورت مگر درحقیقت گمراہ کن نام سے جو ایک خطرناک منصوبہ تیار کیا ہے، اس کے متعلق مبصرین ابھی سے قیاس آرائیاں کر رہے ہیں کہ اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو نہتا، کمزور اور محتاج کر کے فوجی، سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے بالکل ختم کر دیا جائے۔ مگر اسلام کا سچا خدا انہیں ایسا نہیں کرنے دے گا۔ اس لئے کہ اس نے اپنے پاک پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پہلے ہی سے یہ خبر دے رکھی ہے کہ جب آخری

باقی صفحہ نمبر10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آج ہر احمدی کو حبل اللہ کا صحیح ادراک اور فہم حاصل کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

صحابہ کی طرح قربانیوں کے معیار قائم کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔اگر ہر فرد جماعت اس گہرائی میں جا کر حبل اللہ کے مضمون کو سمجھنے لگے تو وہ حقیقت میں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے ایک جنت نظیر معاشرے کی بنیاد ڈال رہا ہوگا۔

آپس کے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں پڑ کر اپنی اناؤں کے سوال پیدا کر کے اپنی طاقتوں کو کم نہ کریں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 26/اگست 2005ء بمطابق 26/ظہور 1384 ہجری شمسی بمقام مئی مارکیٹ-منہایم (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا - وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا - وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا-كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (سورۃ ال عمران آیت نمبر104)

اس کا ترجمہ ہے کہ: اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں بیشمار احکامات دے کر ان پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس کے ترجمہ میں جیسا کہ مَیں نے ابھی پڑھا ہے۔ہم دیکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک ہو کر رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ اللہ کی رسّی تم پر ایک انعام ہے۔اللہ کی اس رسّی کو پکڑنے کی وجہ سے تم پر اللہ کے فضل نازل ہوئے اور اس کے انعاموں سے تم نے حصہ پایا۔تمہارے معاشرے کے تعلقات بھی خوشگوار ہوئے اور تمہاری آپس کی رشتہ داریوں میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔

ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کے واقعات تاریخ میں پڑھتے ہیں اور پھر آپؐ کی بعثت کے بعد کے حالات بھی ہمارے سامنے ہیں کہ کس طرح محبتیں بڑھیں اور ایک دوسرے سے کس طرح اخوت کا رشتہ قائم ہوا۔کس طرح ایک دوسرے کے بھائی بھائی بنے۔دیکھیں مدینہ کے انصار نے مکّہ کے مہاجرین کو کس حد تک بھائی بنایا کہ اپنی آدھی جائیدادیں بھی ان مہاجرین کو دینے کے لیے تیار ہو گئے بلکہ بعض جن کی ایک سے زائد بیویاں تھیں۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ ہم ایک بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور تم ان سے شادی کر لو۔تو اس حد تک بھائی چارے اور محبت کی فضا پیدا ہو گئی تھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ محبت اور بھائی چارے کی یہ فضا صرف امن اور آسائش کے وقت میں نہیں تھی کہ فراوانی ہے، کشائش ہے تو کچھ دے دیا بلکہ جنگ اور تکلیف کی حالت میں بھی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔اور یہ صرف اس لئے تھے کہ ان لوگوں نے اللہ کی رسّی کی پہچان کی اور اسے مضبوطی سے پکڑا۔

یاد کریں ایک جنگ کے بعد کا وہ نقشہ جب جنگ کے بعد پانی پلانے والے مسلمان زخمیوں کے درمیان پھر رہے تھے، ایک کراہ کی آواز سنی۔جب وہ پانی پلانے والے اس کراہنے والے صحابیؓ کے پاس پہنچے جو زخموں سے چور تھے، جان کنی کی حالت تھی۔پانی پلانے والے نے جب پانی ان کے منہ کو لگایا تو اس وقت ایک اور کراہ کی آواز آئی، پانی مانگا گیا۔پہلے زخمی نے کہا: نہیں، بہتر یہ ہے تم مجھے چھوڑو۔مَیں اس سے بہتر حالت میں ہوں۔وہ جس طرح مجھے دیکھ رہا ہے، اسی طرح پانی کی طرف دیکھ رہا ہے، پانی مانگ رہا ہے تم پہلے اس زخمی کو پانی پلاؤ۔پانی پلانے والے جب اس دوسرے زخمی کے پاس پہنچے تو پھر ایک طرف سے کسی کی کراہتے ہوئے پانی مانگنے کی آواز آئی۔تو اس دوسرے زخمی نے کہا کہ نہیں وہ زخمی میرے سے زیادہ حقدار ہے، اس کو پانی دو۔میں برداشت کر لوں گا۔اس طرح جب پانی پلانے والے تیسرے صحابیؓ کے پاس پہنچے تو جب ان کے منہ کو پانی لگایا گیا تو پانی پینے سے پہلے ہی وہ اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔اور جب یہ پانی پلانے والے واپس دوسرے کے پاس پہنچے تو ان کی روح بھی قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔اور جب پہلے کے پاس پہنچے تو وہ بھی اللہ کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔

(الأستيعاب ذكر عكرمه بن ابى جهل۔سیر الصحابہؓ جلد5صفحہ170)

تو دیکھیں اس آخری جان کنی کے لمحات میں بھی اپنے بھائی کی خاطر قربانی کی اعلیٰ مثالیں قائم کرتے ہوئے وہ تمام زخمی صحابہؓ اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ روایت میں آتا ہے کہ پہلے پانی مانگنے والے حضرت عکرمہؓ تھے۔اور حضرت عکرمہؓ کا یہ حال تھا کہ ایک وقت میں مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے۔اپنوں کے ساتھ بھی قربانی کا کوئی تصور نہیں تھا۔اور ایک وقت ایسا آیا کہ دوسرے مسلمان کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر دی۔ اسی طرح دوسرے دو صحابہؓ تھے۔تو جان لینے والوں میں قربانی کی اعلیٰ مثالیں قائم کرتے ہوئے جان دینے کا یہ انقلاب تھا جو ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہونے کے بعد قائم کیا ہے۔ انہوں نے یہ معیار حاصل کئے اور یوں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہوئے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ وہ رسّی کون سی تھی یا کون سی ہے جس کو پکڑ کر ان میں اتنی روحانی اور اخلاقی طاقت پیدا ہوئی، قربانی کا مادہ پیدا ہوا، قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔جس نے ان میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انہیں اس حد تک اعلیٰ قربانیاں کرنے کے قابل بنا دیا۔وہ رسّی تھی اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم، جو احکامات اور نصائح سے پُر ہے۔جس کے حکموں پر سچے دل سے عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بن جاتا ہے۔وہ رسّی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کہ آپؐ کے ہر حکم پر قربان ہونے کے لیے صحابہؓ ہر وقت منتظر رہتے تھے۔ان صحابہؓ نے اپنی زندگی کا یہ مقصد بنا لیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے باہر نہیں نکلنا۔اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کے پہلے چار خلفاء جو خلفاء راشدین کہلاتے ہیں، خلفاء، ان کے توسط سے مسلمانوں نے اُس رسّی کو پکڑا جو اللہ کی رسّی اور اس کی طرف لے جانے والی رسّی تھی۔اور جب تک مسلمانوں نے اس رسّی کو پکڑے رکھا وہ صحیح راستے پر چلتے رہے۔اور جب فتنہ پردازوں نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور انہوں نے فتنہ پردازوں کی باتوں میں آ کر اس رسّی کو کاٹنے کی کوشش کی تو ان کی طاقت جاتی رہی۔مسلمانوں کو وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں میں اس کے بعد کامیابیاں

تو ملتی رہیں لیکن اجتماعی قوت اور رعب جو تھا وہ جاتا رہا۔ وہ قوت جو تھی وہ پارہ پارہ ہوگئی۔ آپس میں بھی لڑائیاں ہوئیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا انکار کیا تھا۔

یہاں یورپ میں بھی دیکھیں مسلمان آئے، سپین کو فتح کیا اور اس کے چند سو سالوں کے بعد گنوا بھی دیا۔ اور آج بھی مسلمانوں کی جو یہ ابتر حالت ہے، ناگفتہ بہ حالت ہے، آج بعض مسلمان ممالک جو تیل کی دولت سے مالا مال ہیں لیکن اس کے باوجود غیروں کے دست نگر ہیں، اس کی یہی وجہ ہے کہ اللہ کی رسّی کی انہوں نے قدر نہیں کی اور اپنے ذاتی مفادات اللہ اور رسول کی محبت پر غالب کر لئے۔ ذاتی مفادات نے بھائی کی بھائی سے پہچان مٹا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج یہ سب طاقت کھوئی گئی۔

لیکن کیونکہ خدا تعالیٰ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شرعی نبی بنا کر دنیا میں بھیجا تھا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق آپؐ کی شریعت نے رہتی دنیا تک نہ صرف قائم رہنا تھا بلکہ پھیلنا تھا۔ اپنے وعدے کے برخلاف اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ان عملوں کی وجہ سے اس دین کو صفحہ ہستی سے مٹا تو نہیں دینا تھا۔ مسلمانوں کے بگڑنے کی وجہ سے اور ناشکری کی وجہ سے جو ایسی حرکتوں کے منطقی نتائج نکلتے ہیں اور نکلنے چاہئیں وہ تو نکلے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی وعدہ تھا کہ آخرین میں سے تیری امت میں سے تیری لائی ہوئی شریعت کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے مَیں مسیح و مہدی کو مبعوث کروں گا تاکہ پھر وہ احکامات لاگو ہوں، تاکہ پھر اللہ کی رسّی کی قدر کا احساس پیدا ہو، تاکہ پھر اس مسیح و مہدی کو ماننے والے اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ سکیں۔

اس آیت کے آخر میں جو یہ فرمایا ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔ یہ مسلمانوں کو پھر ایک حکم ہے، ایک وارننگ ہے کہ اللہ کے احکامات پر عمل کرو، پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے بعد ضد نہ کرو اور مسیح و مہدی کو مان لو۔ جو تمہارے ساتھ ہو چکا اس سے سبق حاصل کرو۔ اپنی تاریخ سے سبق حاصل کرو۔ اور اب تمہاری بقا اسی میں ہے کہ اس رسّی کو مضبوطی سے پکڑو۔

لیکن اس میں ہم احمدیوں کے لیے بھی نصیحت ہے بلکہ اوّل مخاطب اس زمانے میں ہم احمدی ہیں کہ ایک انقلاب آج سے چودہ سو سال پہلے آیا تھا اور دشمن کو بھائی بھائی بنا گیا تھا اور ایک انقلاب اس زمانے میں اس نبی اُمّی کی قوت قدسی کی وجہ سے، اس کے عاشق صادق کے ذریعہ سے برپا ہوا ہے جس نے تمہیں پھر سے اکٹھا کیا ہے۔ اس لئے اب پہلی باتیں جو تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں، یہ تاریخ کا حصہ بننے کے لیے تھیں ان پر غور کرو اور اس مسیح و مہدی کو ماننے کے بعد ہمیشہ اس تعلیم پر عمل کرو جو تمہیں دی گئی ہے۔ ورنہ جو عمل نہیں کرے گا وہ اپنے آپ کو آگ کے گڑھے میں گرانے والا ہوگا۔

پہلے زمانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ خلافت راشدہ کا زمانہ تھوڑا ہوگا اور اسی کے مطابق ہوا۔ لیکن اس زمانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ میرے غلام صادق کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہوگی وہ علی منہاج نبوت ہوگی اور اس کا دور قیامت تک چلنے والا دور ہوگا۔

خلافت کے قیامت تک قائم رہنے کے بارے میں بعض لوگ اس کی اپنی وضاحت اور تشریح بھی کرتے ہیں۔ ہم میں سے بھی بعض لوگ بعض دفعہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ تو آج جو یہ باتیں کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رسّی کو کاٹنے کی باتیں کرتا ہے کہ قیامت تک اس نے رہنا ہے یا نہیں یا اس کی کیا تشریح ہے، کیا نہیں ہے۔ اگر کوئی دلیل ان کے پاس اس چیز کی ہے بھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کے بعد ہر چیز باطل ہو چکی ہے۔ وہ دلیل اپنے پاس رکھیں اور جماعت میں فساد کی کوشش نہ کریں۔

بہرحال واضح ہو کہ اب اللہ کی رسّی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی ہے، آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔ اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہوگی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہوگی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔ پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا۔ نہ صرف خود برباد ہوگا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہوگا۔ اس لئے ہر وہ آدمی جس کا اس کے خلاف نظریہ ہے وہ ہوش کرے۔

اس رسّی کو پکڑنا کس طرح ہوگا؟ یہ صرف بیعت کر کے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لینے سے ہی نہیں ہوگا بلکہ ان شرائط بیعت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے جو آپؑ نے مقرر فرمائی ہیں۔ دیکھیں کتنی کڑی شرائط ہیں۔ بعض تو بعض عمل کرنے والوں کو بڑی بڑی لگتی ہیں۔ لیکن کس درد سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کس طرح ایک ایک بات کو لے کر ہمیں سمجھایا ہے کہ میری بیعت میں آنے کے بعد کس طرح تمہیں اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ عبادات اور توحید کے قیام سے لے کر چھوٹی سے چھوٹی نیکیاں اختیار کرنے، تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے اور اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف ہمیں توجہ دلائی تاکہ اللہ کے احکامات کی رسّی کو تھام کر ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکیں، اس کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔ اور یہی باتیں ہیں جن کی آپؑ کے بعد خلفائے وقت نے تلقین کی اور نصیحت فرماتے رہے۔

تین سال کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے سو سال کا عرصہ ہو جائے گا اور جماعت اس جوبلی کو منانے کے لیے بڑے زور شور سے تیاریاں بھی کر رہی ہے۔ اس کے لئے دعاؤں اور عبادات کا ایک منصوبہ مَیں نے بھی دیا ہے۔ ایک تحریک دعاؤں کی، نوافل کی مَیں نے بھی کی تھی۔ تو بہت بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر عمل بھی کر رہی ہے۔ لیکن اگر ان باتوں پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں حقوق العباد کے اعلیٰ معیار ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی تو یہ روزے بھی بیکار ہیں، یہ نوافل بھی بیکار ہیں، یہ دعائیں بھی بیکار ہیں۔

ہم جماعت کے عہدیداروں کو یہ رپورٹ تو دے دیں گے کہ خلیفہ وقت کو بتا دو کہ جماعت کے اتنے فیصد افراد نے روزے رکھے یا نوافل پڑھے یا دعائیں کر رہے ہیں اور اس پر عمل کر رہے ہیں۔ لیکن جب آپس کے تعلقات نبھانے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے، ایک دوسرے کی خاطر قربانیاں دینے اور قربانیوں کے وہ نمونے قائم کرنے، جن کی مَیں نے مثال دی ہے، کے بارے میں پوچھا جائے گا تو پتہ چلے گا کہ اس طرف تو توجہ ہی نہیں ہے۔ یا اگر توجہ پیدا ہوئی بھی ہے تو اس حد تک ہوئی ہے جس حد تک اپنے حقوق متأثر نہیں ہوتے۔ اس وقت تک حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے جب تک اپنی ذات کی قربانی نہ دینی پڑے۔ اس وقت تک توجہ پیدا ہوئی ہے جب تک اپنے مال کی قربانی نہ دینی پڑے۔

مال کی قربانی کے ضمن میں یہاں یہ بھی ضمناً ذکر کر دوں۔ جرمنی نے آج سے 10 سال پہلے 100 مساجد کا وعدہ کیا تھا۔ اس کی رفتار بڑی سست ہے۔ تو خلافت جوبلی منانے کے لیے اب اس میں بھی تیزی پیدا کریں اور خدام، انصار، لجنہ پوری جماعت مل کر ایک منصوبہ بنائیں کہ ہم نے سال میں صرف چار پانچ مساجد پیش نہیں کرنی بلکہ 2008ء تک اس سے بڑھ کر مساجد پیش کرنی ہیں۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس کام میں جُت جائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ اور آپ کی مساجد کی تعمیر کی رفتار بھی انشاء اللہ تعالیٰ تیز ہوگی۔ جو روکیں راستے میں پیدا ہو رہی ہیں وہ بھی دور ہوں گی۔ لیکن بہرحال اس کے لیے دعاؤں پر زور دینے اور پختہ ارادے کی ضرورت ہے۔ مَیں نے یہ ضمناً ذکر کر دیا ہے۔

تو قربانی کا مَیں ذکر کر رہا تھا۔ اگر تو آپ کی توجہ صرف اس حد تک پیدا ہوئی ہے جہاں تک اپنے قریبیوں کے حقوق متأثر نہیں ہوتے۔ اپنے اور اپنے قریبیوں کے مفاد حاصل کرنے کے لیے اگر غلط بیانی اور ناجائز ذرائع استعمال کر رہے ہوں اور اگر اس کو بھی کوئی عار نہ سمجھتے ہوں تو پھر حبل اللہ کو پکڑنے کے دعوے جھوٹے ہیں۔ پھر تو خلافت احمدیہ کے احترام اور استحکام کے نعرے کھوکھلے ہیں۔ پھر تو خلیفۂ وقت کے لئے بھی فکر کی بات ہے۔ نظام جماعت کے لیے بھی فکر کی بات ہے اور ایک پکے اور سچے احمدی کے لیے بھی فکر کی بات ہے۔ کیونکہ ان راہوں پر نہ چل کر جن پر چلنے کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے حکم دیا ہے، آگ کے گڑھے کی طرف بڑھنے کا خطرہ ہے۔

پس آج ہر احمدی کو حبل اللہ کا صحیح ادراک اور فہم حاصل کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ صحابہ کی طرح قربانیوں کے معیار قائم کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ اگر ہر فرد جماعت اس گہرائی میں جا کر حبل اللہ کے مضمون کو سمجھنے لگے تو وہ حقیقت میں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے

www.Budget-Hardware.de

Web Designing

Callshop اور Internet Cafe's

نیز کمپیوٹر کا ہر قسم کا سامان ارزاں نرخوں پر دستیاب ہے

+49 611 58027984 | +49 179 9702505

www.budget-hardware.de | info@budget-hardware.de

ہوئے ایک جنت نظیر معاشرے کی بنیاد ڈال رہا ہوگا۔ جہاں بھائی بھائی کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے، میاں بیوی کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے، ساسوں، بہوؤں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے۔ دوست دوست کے حق ادا کرتے ہوئے اس کی خاطر قربانی دے رہا ہوگا۔ جماعت کا ہر فرد نظام جماعت کی خاطر قربانی دینے کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔

غرض کہ ایک ایسا معاشرہ قائم ہوگا جو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والا معاشرہ ہوگا۔ جس میں وہ لوگ بستے ہوں گے جو اس قرآنی آیت پر عمل کرنے والے ہیں۔ فرمایا ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ (آل عمران:135) یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فرمایا کہ اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یہ اعلیٰ اخلاق دکھانے والے کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو لڑائی جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے آپس میں محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کے لئے، ایک ہو کر رہنے کے لئے، اللہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے، جماعت کی مضبوطی اور وقار کے لئے، ایک دوسرے کے قصور معاف کرتے ہیں۔ اپنی جھوٹی اناؤں کو دباتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کے خلاف ہاتھ اٹھانا شروع ہو جائیں، جھوٹی انائیں رکھنے والے ہوں۔ اس زُعم میں بیٹھے ہوں کہ ہمارا خاندان بڑا ہے۔ جب اس فساد کے زمانے میں اس دنیاداری کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلۂ بیعت میں شامل ہو گئے تو پھر بڑائی کسی قبیلے، برادری یا خاندان کی نہیں ہے۔ پھر بڑائی تقویٰ میں ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ (الحجرات:14) کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اور متقی کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرتا ہے۔ ہر وقت اس فکر میں ہے کہ میں حبل اللہ کو پکڑے رکھوں۔

پس اگر اللہ کی محبت حاصل کرنی ہے تو ان جھوٹی اناؤں کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ اور نہ صرف یہ کہ کسی سے برائی نہیں کرنی یا برائی کا جواب برائی سے نہیں دینا، بلکہ احسان کا سلوک کرنا ہے۔ یہی باتیں ہیں جو ایک حسین معاشرہ قائم کرتی ہیں اور اس کے لئے ایک احمدی کو جہاد کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر دل تقویٰ میں ہے تو اللہ تعالیٰ کے دین کی مضبوطی کی خاطر، اپنے ایمانوں میں مضبوطی کی خاطر ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی۔ اور اپنی اناؤں اور غصے کو دبانے کی توفیق ملتی رہے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے‘‘۔ یعنی غرور اور تکبر غضب سے پیدا ہوتا ہے، غصے سے پیدا ہوتا ہے۔ ’’اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ22-23 جدید ایڈیشن)

تو جس طرح ایک نیکی سے دوسری نیکی پھوٹتی ہے اسی طرح ایک برائی سے دوسری برائی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے ہر برائی سے بچنے کی ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور خاص طور پر غصہ جس سے غرور اور تکبر پیدا ہوتا ہے یا غرور اور تکبر جس کی وجہ سے انسان غصے میں آجاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ ایک بہت مشکل امر ہے۔ بہت بڑی مشکل چیز ہے لیکن تمہیں ایک رکھنے کے لئے اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کے لئے انتہائی بنیادی امر ہے۔

ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ104 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ مزید جھنجھوڑنے والے ہیں۔ ایک طرف تو ہم اللہ کی رسّی کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دعویدار ہوں، ایک طرف تو ہم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے دعویدار ہوں اور دوسری طرف بداخلاقی کے نمونے دکھا رہے ہوں۔ ایک طرف تو ہم دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے لانے کے دعویدار ہوں اور دوسری طرف ہمارے اپنے فعل ایسے ہوں کہ ہمارے ایسے فعلوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں معارف اور حکمت سے محروم کر رہا ہو۔ جب ہمارے اپنے اندر حکمت و معرفت نہیں ہوگی یا معارف پیدا نہیں ہوں گے تو دوسروں کو کیا سکھائیں گے۔ پس ہمیں اپنے اندر جھانکنا ہوگا۔ اپنے جائزے لینے ہوں گے۔ کیونکہ جس میں عقل اور حکمت نہ ہو، جس کی عقل موٹی ہوگئی ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی رسّی کو پکڑنے کا کیا ادراک ہو سکتا ہے۔

یہاں اس ملک میں آکر آپ میں سے بہتوں کے جو معاشی حالات بہتر ہوئے ہیں اس بات سے آپ کے دلوں میں ایک دوسرے کی خاطر مزید نرمی آنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے آگے سر مزید جھکنا چاہئے کہ اس نے احسان فرمایا اور اس احسان کا تقاضا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رسّی کو مزید مضبوطی سے پکڑتے ہوئے اس کے حکموں پر عمل کیا جائے۔ اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کئے جائیں اور یوں اللہ کا پیار بھی حاصل کیا جائے۔ اور جہاں ہم اس طرح اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کر رہے ہوں گے وہاں آپس کی محبت اور پیار اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کی وجہ سے آپس میں مضبوط بندھن میں بندھ رہے ہوں گے۔ اور جب ہم اس طرح بندھے ہوں گے اور اللہ کی رسّی کو تھامے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کر رہے ہوں گے تو ہمارا ایک رعب قائم ہوگا جو مخالفین کے ہر حملے سے ہمیں محفوظ رکھے گا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا جماعتی وقار بھی جاتا رہے گا اور تمہارے اندر بزدلی بھی پیدا ہو جائے گی۔ جیسا کہ فرمایا ﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ (الانفال:47) اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

پس ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر ایسے مواقع آبھی جائیں جس میں کسی کی طرف سے زیادتی ہوئی ہو تو صبر اور حوصلے سے اس کو برداشت کرنا چاہئے۔ آپس کے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں پڑ کر اپنی اناؤں کے سوال پیدا کر کے اپنی طاقتوں کو کم نہ کریں۔ ہر بھائی دوسرے بھائی کی عزت کا خیال رکھے۔ ہر بہن دوسری بہن کی عزت کا خیال رکھے۔ اپنے بچوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے احترام پیدا کریں۔ عہدیدار افراد جماعت کی عزت نفس کا خیال رکھیں اور افراد جماعت عہدیداروں کی عزت کریں، ان کے وقار کا خیال رکھیں۔ پھر آپس میں عہدیدار ایک دوسرے کی عزت اور احترام کریں۔ ذیلی تنظیموں کے عہدیدار دوسری ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں کا احترام اپنے اندر اور اپنی تنظیم کے اندر پیدا کریں۔ پھر تمام ذیلی تنظیموں کے عہدیدار جماعتی عہدیداروں کا احترام اپنے دل میں پیدا کریں۔ آپس میں تمام عہدیدار ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں۔ عہدیداروں سے مَیں کہتا ہوں کہ جب یہ چیز عہدیداروں کی سطح پر اعلیٰ معیار کے مطابق پیدا ہو جائے گی۔ تو جماعت کے اندر ایک روحانی تبدیلی خود بخود پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ جس طرح آپ تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام کر رہے ہوں گے۔ اسی طرح افراد جماعت ایک دوسرے کا احترام کر رہے ہوں گے اور خیال رکھ رہے ہوں گے۔ ضرورتیں پوری کر رہے ہوں گے۔ قربانی دینے کا شوق پیدا ہو رہا ہوگا۔ پس اس بات کو چھوٹی نہ سمجھیں۔ یہی باتیں آپ کو اعلیٰ اخلاق کی طرف لے جانے والی ہیں اور انہیں باتوں کے اپنانے سے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے سے، اپنے اوپر لاگو کرنے سے، ہم جماعت کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہوں گے۔

ان باتوں کے اختیار کرنے کی طرف توجہ کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ نے بھی مختلف طریقوں سے ہمیں سمجھایا ہے کہ آپس میں اخوت اور بھائی چارے کی فضا کس طرح پیدا کرنی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

فرمایا جو شخص بھی کسی کی بے چینی اور اس کے کرب کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کرب اور اس کی بے چینی کو دور کرے گا۔ اور جو شخص کسی تنگ دست کے لیے آسانی مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی اور آرام کا سامان بہم پہنچائے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

(ترمذی کتاب البر والصلة باب فی الستر علی المسلمین)

پس یہ آسانیاں پیدا کرنا بھی محبت بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ خاص طور پر ایک دوسرے کی پردہ پوشی کی طرف بہت توجہ دیں۔ لیکن یہاں ایک وضاحت بھی کر دوں۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ غلاظت کو معاشرے میں پلنے اور بڑھنے دیا جائے اور جو غلط حرکات ہو رہی ہوں ان سے اس طرح پردہ پوشی کی جائے کہ جو معاشرے پر برا اثر ڈال رہی ہو۔ اس کی اطلاع عہدیداران کو دینی ضروری ہے۔ مجھے بتائیں لیکن آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کرنا یا کسی کے متعلق باتیں سن کے آگے پھیلانا یہ غلط طریق کار ہے۔ اس معاملے میں پردہ پوشی ہونی چاہئے۔ لیکن اصلاح کی خاطر بتانا بھی ضروری ہے۔ لیکن ہر جگہ بات کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ برائیاں اگر کوئی کسی میں دیکھتا ہے تو ایک احمدی کو بے چین ہو جانا چاہئے، اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ بے چینی سے اس کی غلطیوں کو لوگوں پہ ظاہر نہیں کرنا۔ بے چینی اصلاح کے لئے ہونی چاہئے اور وہیں بات کرنی چاہئے جہاں سے اصلاح کا امکان ہو۔ اگر خود اصلاح نہیں کر سکتے تو جس طرح مَیں نے کہا ہے پھر عہدیداروں کو بتائیں، مجھے بتائیں۔ اور پھر یہ عہدیدار رحم اور محبت کے جذبات کے ساتھ اس شخص کی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عامر کہتے ہیں کہ مَیں نے نعمانؓ بن بشیر کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تُو مومنوں کو ان کے آپس کے رحم، محبت و شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے۔ اس کا سارا جسم اس کے لئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔

(بخاری کتاب الأدب۔ باب رحمة الناس بالبهائم)

پس معاشرے کو تکلیف سے بچانے کے لیے اپنے آپ کو اس بیماری سے بچانے کے لیے پاک دل ہو کر اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے، دعا کرنی چاہئے۔ یہ رویے اگر ہوں گے تو یقیناً یہ ایسے رویے ہیں جو معاشرے کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے والے ہوں گے۔

پھر آپس کے تفرقہ کو دور کرنے کے لیے، آپس میں محبت کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ نے ایک نہایت خوبصورت اصل ہمیں بتا دیا۔ روایت میں آتا ہے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق رکھے اور یہ کہ وہ راستے میں ایک دوسرے سے ملیں تو منہ پھیر لیں۔ ان دونوں میں سے بہترین وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

(صحیح بخاری ۔صحیح مسلم۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب)

پس آپس کی رنجشوں کو لمبا نہیں کرنا چاہئے اس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے جماعتی وقار کو نقصان پہنچاتا ہے۔ غیر اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ کئی خط آتے ہیں لوگ لکھتے ہیں کہ فلاں شخص کے ساتھ ناراضگی تھی، آپ کے کہنے پر جب مَیں اس کے پاس گیا اور اس سے اپنی غلطی کی معافی مانگی تو اس نے سختی سے مجھے جھڑک دیا۔ وہ بات کرنے کا روادار نہیں، سلام کرنے کا روادار نہیں۔ یہاں جرمنی میں کئی ایسے واقعات ہیں۔

تو جیسا کہ مَیں نے کہا یہ بڑا غلط طریقہ ہے۔ صلح کی بنیاد ڈالنی چاہئے۔ اوّل تو ہر ایک کو پہل کرنی چاہئے۔ یہ نظارے نظر آنے چاہئیں کہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دوڑے آئیں۔ ایک دوسرے کو معاف کرنے کی عادت ڈالیں۔ اور پہلے صلح کی بنیاد ڈال کر بہترین مسلمان بنیں اور اسلام اور احمدیت کی مضبوطی کا باعث بنیں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچا رہا ہوتا ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں خوب اچھی طرح سے پیوست کر کے (یوں بنا کر) بتایا کہ ایک حصہ دوسرے کے لیے اس طرح تقویت کا باعث ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری ۔صحیح مسلم)

تو دیکھیں کیا توقعات ہیں آنحضرت ﷺ کو ہم سے۔ اس زمانے میں احمدی ہو کر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اقوال کو اپنا دستور العمل بناؤں گا۔ ایک فکر کے ساتھ اگر ان اقوال پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے بن جائیں گے۔ معاشرے کو حسین بنانے والے بن جائیں گے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو نبی ہوتے ہیں اور نہ ہی شہید۔ مگر انبیاء اور شہداء بھی قیامت کے دن ان کے اس مرتبہ پر رشک کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ملے گا۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ آپس میں ایک دوسرے کے رشتہ دار تھے اور نہ ہی وہ آپس میں مالی لین دین کرتے تھے بلکہ محض للہ وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ تو فرمایا بخدا ان کے چہرے اس دن نورانی ہوں گے اور ان کے چاروں طرف نور ہی نور ہوگا۔ انہیں اس وقت کوئی خوف نہ ہوگا جبکہ لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے۔ اور نہ ہی انہیں کوئی غم ہوگا اس وقت جبکہ لوگ غم میں مبتلا ہوں گے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (یونس:63) یعنی سنو جو لوگ اللہ سے سچی محبت رکھنے والے ہیں ان پر نہ کوئی خوف غالب ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب البیوع)

دیکھیں کتنا بڑا اعزاز ہے ایسے دلوں کا جو محض للہ محبت کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والے یقیناً ایسے اشخاص ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ جو اپنے اوپر بھی اور اپنے ماحول میں بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر اخوت قائم کرنے والے ہیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے ہیں اور حقوق اللہ کی بھی ادائیگی کرنے والے ہیں اور یوں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے نہ صرف تفرقہ سے بچ رہے ہیں بلکہ محبتیں بکھیر رہے ہیں اور ایسے ہی لوگ ہیں جن کے بارہ میں کہا جا سکے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی رسّی کو تھامے ہوئے ہیں۔ تو جب اللہ کا بندہ اللہ کا قرب پانے کے لئے اتنی کوشش کرتا ہے تو خدا جو سب پیار کرنے والوں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے، جو سب دوستوں سے زیادہ دوستی کا حق ادا کرنے والا ہے اس خدا کے بارہ میں کس طرح سوچا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے ایسے بندے کو اپنا دوست اور ولی نہیں بنائے گا۔ تبھی تو آنحضرت ﷺ نے اس ارشاد فرمانے کے ساتھ ہی یہ آیت پڑھی تھی کہ ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (یونس:63) اور جب ایک دفعہ انسان اللہ کا ولی بن جائے تو پھر ہمیشہ اُس سے وہی فعل سرزد ہوتے ہیں، وہی عمل ہوتے ہیں جو خدا کی منشاء کے مطابق ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور آئندہ کے لئے ان سے نیک اعمال کرواتا ہے۔

پس دیکھیں اللہ کی خاطر اپنے بھائیوں سے محبت کرنے کا کتنا بڑا اصلہ اللہ تعالیٰ عطا فرما رہا ہے۔ ان کے سب غم دُور فرما دیتا ہے۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا جُوآ اپنی گردن پر ڈال رہے ہیں۔ اور پھر اس کے طفیل وہ ہمیشہ نیک اعمال کرنے والے بن جاتے ہیں۔ ان کی ضرورتوں کو بھی اللہ تعالیٰ پورا فرماتا ہے۔ ان کے خوفوں کو بھی اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تشریح فرمائی ہے کہ: ”یقیناً سمجھ کہ جو لوگ اللہ (جل شانہ) کے دوست ہیں یعنی جو لوگ خدائے تعالیٰ سے سچی محبت رکھتے ہیں اور خدائے تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے تو ان کی یہ نشانیاں ہیں کہ نہ ان پر خوف مستولی ہوتا ہے“۔ یعنی نہ خوف غالب آتا ہے ”کہ کیا کھائیں گے یا کیا پیئیں گے یا فلاں بلا سے کیونکر نجات ہوگی۔ کیونکہ وہ تسلی دئے جاتے ہیں۔ اور نہ گزشتہ کے متعلق حزن و اندوہ انہیں ہوتا ہے“۔ کوئی غم نہیں ہوتا ”کیونکہ وہ صبر دیئے جاتے ہیں۔ دوسری یہ نشانی ہے کہ وہ ایمان رکھتے ہیں یعنی ایمان میں کامل ہوتے ہیں اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ یعنی خلاف ایمان و خلاف فرمانبرداری جو باتیں ہیں ان سے بہت دور رہتے ہیں۔ (ایک عیسائی کے تین

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors,Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly QuotePlease Contact Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783Fax: 020 8664 1190
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

سوال اور ان کے جوابات۔ صفحہ4حاشیہ طبع اول ۔بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام زیر سورۃ یونس آیت63)

تو دیکھیں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ایک نیکی سے پھرکئی نیکیاں پیدا ہوتی ہیں۔تفرقہ کودُور کرتے ہوئے خدا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے کی وجہ سے ایسے لوگوں کوروزمرہ کے مسائل سے بھی اللہ تعالیٰ غنی کردیتا ہے۔ان کے تمام دنیاوی غم بھی مٹ جاتے ہیں۔ان کے ایمان میں بھی ترقی ہوتی ہے،ان کے تقویٰ کے معیار بھی بڑھتے ہیں،غرض کوئی نیکی نہیں جوان سے نہ ہورہی ہو۔پس ان محبتوں کے بکھیرنے کو معمولی چیز نہ سمجھیں۔ یہ تقویٰ پر چلانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اپنی جماعت کے ہرفرد کوفرشتوں جیسا دیکھنا چاہتے تھے۔

آپؑ فرماتے ہیں:''اس سلسلے کے قیام کی غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں اوراصل طہارت حاصل کریں اورفرشتوں کی سی زندگی بسر کریں''۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ473 جدید ایڈیشن)

اوراصل طہارت اورکامل ایمان کس طرح حاصل ہوگا؟اس کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اورمَیں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تاوہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے''۔یعنی ضد میں آکر ایک کام کرنا تاکہ دوسرا اس سے فائدہ نہ اٹھالے۔یہ اصول ہر ایسی جگہ پہ لاگو ہوگا جہاں بھی ضد سے کام چل رہے ہوں گے۔توان ضدوں کوبھی چھوڑنا ہوگا۔اورضدوں کوچھوڑیں گےتو آپس میں محبتیں بکھیرنے والے بنیں گے۔

فرمایا کہ:''میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اورمحبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اوراپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں۔اگر میرا بھائی بیمار ہے اورکسی درد سے لاچار ہےتو میری حالت پر حیف ہے اگرمَیں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں۔اوراس کے لیے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں۔اوراگرکوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرےتو میری حالت پر حیف ہے اگرمَیں بھی دیدہ ودانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہئے کہ مَیں اس کی باتوں پر صبر کروں اوراپنی نمازوں میں اس کے لیے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اورروحانی طور پر بیمار ہے۔اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہوتو مجھے نہیں چاہئے کہ مَیں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں برجبیں ہوکر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں''۔کسی کے اس طرح عیب تلاش کرنا بھی اور جو باقی باتیں ہوئی ہیں۔

فرمایا:''کوئی سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو۔جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اورساری مشیختیں دور نہ ہوجائیں''۔یعنی اپنی خود پسندی اور بڑائی کو بیان کرنا دور نہ ہوجائے۔''خادم القوم ہونا،مخدوم بننے کی نشانی ہے''۔قوم کا خادم بننے سے ہی بڑائی ملتی ہے،سرداری ملتی ہے۔''اورغریبوں سے نرم ہوکر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے۔اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں۔اور غصے کو کھالینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے''۔(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6صفحہ395-396)

پس دیکھیں ہم جو اپنے آپ کوحضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل سمجھتے ہیں،ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اس حبل اللہ کو پکڑا تاکہ اللہ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔اس مقام تک پہنچنے کے لیے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے جوتوقعات وابستہ کی ہیں ان پر پورا اترنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ہمیں دعاؤں اورعمل سے اخلاق کے ان اعلیٰ معیاروں کوحاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اس حدتک کوشش کرنی چاہئے جہاں تک حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں لے جانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جلسے کے یہ دن پھرہمیں مہیا فرمائے ہیں جن کی برکات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوخوشخبری دی تھی۔پس ان برکات کوسمیٹنے کے لیے ان دنوں میں جہاں دعاؤں پر زور دیں وہاں تفرقے کومٹانے کے لئے اور پیار ومحبت کوقائم کرنے کے لئے اپنے عملی نمونے بھی دکھائیں۔ایک دوسرے کی غلطیاں اورکوتاہیاں معاف کریں۔یہ آپس کے محبت و بھائی چارے کے اظہار ہی ہیں جن کا اثر پھر آپ کے ماحول سے نکل کر معاشرے میں بھی ظاہر ہوگا۔دنیا کو خودبخود پتہ چل جائے گا کہ احمدی مسلمان ہی ایسے مسلمان ہیں جوامن اور محبت کی فضا پیدا کرنے والے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جوامن پسند اورصلح جُو ہیں لیکن اگرآپ کے گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے پولیس آپ کے دروازے پر ہوگی تو ماحول بھی آپ کوخوف کی نظر سے دیکھے گا۔ہمسائے بھی آپ کوخوف کی نظر سے دیکھیں گے۔

پس ان باتوں سے بچنے کے لئے اگرآپ عمل کریں گےتو دنیا خودبخود جان لے گی کہ یہ احمدی مسلمان اَورقسم کے مسلمان ہیں۔آجکل کے حالات میں یہاں لوگوں کی مسلمانوں پر خاص طور پر بہت گہری نظر ہے۔اس لئے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ہرسطح پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا سفیر بن کر دکھائیں۔دنیا کوثابت کرکے دکھائیں کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی رسی کومضبوطی سے پکڑا ہوا ہے اوراس وجہ سے معاشرے میں ہرطرف محبتیں بکھیرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کوتوفیق دے کہ اس ذمہ داری کوسمجھ سکیں اور یہ جلسہ بعض پھٹے ہوئے دلوں میں محبتیں پیدا کرنے کا باعث بن جائے۔ایک دوسرے کی خاطر قربانیاں کرنے کا احساس پیدا ہواور جماعت کے لیےقربانیوں کے اعلیٰ سے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔اورہم سب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہریں اورحضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بننے والے ہوں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

ناظرین کے لئے خوشخبری!!

☆ایم ٹی اے نشریات،موبائل فون پر☆

اب ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی نشریات آپ کہیں بھی،کسی بھی وقت اپنے موبائل فون کی سکرین پر ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

{معمولی خرچ،مگرفوائد غیرمعمولی}

اب آپ سفر میں ہوں،کام پر ہوں یا کہیں بھی،خطبۂ جمعہ اورحضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دیگر پروگراموں سے محروم نہیں رہیں گے۔

تفصیلات کے لئے:
www.mta.tv/onthemove

(یہ سہولت فی الوقت مخصوص موبائل ہینڈسیٹس پر دستیاب ہے)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیه: یاجوج و ماجوج کا خروج اور زوال
از صفحه نمبر4

زمانہ میں یاجوج و ماجوج کہلانے والی قومیں ہر قسم کے دجل و فریب سے کام لے کر مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو جائیں گی تو میرا ایک روحانی فرزند، تائیداتِ سماویہ سے فیضیاب ہو کر عالم اسلام کو ان کے شر سے بچانے کے لئے ایک حصار تعمیر کرے گا جو مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ ثابت ہوگا۔

اس موقع پر مناسب ہوگا کہ اسی موعود مصلح ربّانی کے چوتھے جانشین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بعض دردمندانہ اپیلوں کا تذکرہ کر دیا جائے جو آپ نے خلیجی بحران کے حل کیلئے اُس وقت مسلمانانِ عالم کے سامنے رکھیں۔ جب مغربی اقوام کے تیور عراق کے بارے میں بدل چکے تھے اور انہوں نے اسے ہر قیمت پر تباہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب عراق نے کویت پر تازہ تازہ حملہ کیا تھا اور مغربی طاقتیں اسے ''سبق سکھانے'' کا پختہ ارادہ کر چکی تھیں۔ آپ نے اس وقت اپنے ۳/اگست ۱۹۹۰ء کے انگلستان میں دئے جانے والے خطبہ جمعہ میں سورۃ الحجرات کی آیات (10 تا11):

﴿وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِاللّٰهِ۔ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۔اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ کی روشنی میں عراق اور کویت کی جنگ کے پس منظر میں فرمایا تھا:

''یہ بہت ہی قابل شرم بات ہے اور نقصان کا موجب بات ہے کہ ساری دنیا مسلمان ممالک کے معاملات میں دخل دے اور پھر ان سے اس طرح کھیلے جس طرح شطرنج کی بازی پر مہروں کو چلایا جاتا ہے اور ایک کو دوسرے کے خلاف استعمال کرے جیسا کہ پہلے کرتی چلی آئی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی طاقتیں اپنی دولت کو اپنے ہی بھائیوں کے خلاف استعمال کر رہی ہیں۔ وہ تیل جس کو خدا تعالیٰ نے ایک نعمت کے طور پر اسلامی دنیا کو عطا کیا تھا، وہ تیل جہاں غیروں کیلئے عظیم الشان ترقیات کا پیغام بن کر آیا ہے اور وہ اس کے نتیجے میں اپنی تمام صنعت کو چلا رہے ہیں اور ہر قسم کی طاقت کے سرچشمے جن کی بنیادیں مسلمان ممالک میں ہیں، ان کے لئے فائدے کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ جہاں تک مسلمان ممالک کا تعلق ہے، وہ اس تیل کو ایک دوسرے کے گھر پھونکنے اور ایک دوسرے کی مملکتوں کو جلا کر خاکستر کر دینے میں استعمال کر رہے ہیں''۔

پھر اسلامی ممالک کو ایک معین لائحہ عمل دیتے ہوئے فرمایا:

''یہ ہرگز عرب مسئلہ نہیں ہے۔ یہ عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔ اس میں انڈونیشیا کو بھی اسی طرح ملوث ہونا چاہئے جس طرح پاکستان کو۔ ملائیشیا کو بھی اسی طرح ملوث ہونا چاہئے جس طرح الجیریا کو یا دوسرے ممالک کو۔ اور سب ممالک کا ایک مشترکہ بورڈ تجویز کیا جانا چاہئے جو فریقین کو مجبور کریں کہ وہ صلح پر آمادہ ہوں، اور اگر وہ صلح پر آمادہ نہ ہوں تو تمام عالم اسلام کی طاقت کو اس ایک باغی طاقت کے خلاف استعمال ہونا چاہئے۔ اور تمام غیر مسلم طاقتوں کو یہ پیغام دے دینا چاہئے کہ آپ ہمارے معاملات سے ہاتھ کھینچ لیں اور ہمارے معاملات میں دخل نہ دیں۔ ہم قرآنی تعلیم کی رو سے اس بات کے اہل ہیں کہ اپنے معاملات کو خود سلجھا سکیں اور خود نپٹا سکیں''۔

آگے اپنے انہی مسلمان بھائیوں کو دردمندانہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ معاملہ صرف عراق اور کویت کی جنگ کا نہیں بلکہ آپس کے معاملات میں تقویٰ کے فقدان کا معاملہ ہے۔ اور جو بھی عالمی ادارہ اس بات پر مامور ہو کہ وہ ان دونوں لڑنے والے ممالک یا ایک ملک نے جو حملہ کیا ہے، اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کا حل کریں، اس کا فرض ہوگا کہ وہ تہ تک پہنچ کر تمام ان محرکات کا جائزہ لیں جن کے نتیجے میں بار بار اس قسم کے خوفناک حالات پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس میں ایران کو بھی برابر شامل کرنا چاہیئے۔ کوئی مسلمان ملک اس سے باہر نہیں رہنا چاہیئے۔ اگر یہ ایسا کر لیں تو جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی تائید تمہیں حاصل ہوگی اور لازماً تم ان کوششوں میں کامیاب ہوگے''۔

پھر قرآنی ارشاد کہ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوااللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾۔ (سورة الحجرات آیت 11) (یعنی اپنے بھائیوں کے درمیان جو بھائی بھائی ہیں صلح کرواؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تقویٰ اختیار کرنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے) کی روشنی میں نہایت ہمدردانہ رنگ میں تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''پس میں جماعت احمدیہ کے سربراہ کے طور پر اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو خواہ وہ ہمیں بھائی سمجھیں یا نہ سمجھیں، یہ پرزور اور عاجزانہ نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو شدید خطرات درپیش ہیں۔ تمام عالم اسلام کی دشمن طاقتیں آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی دخل اندازی کے بہانے ڈھونڈتی ہیں اور ایک لمبا عرصہ ہوا کہ آپ ان کے ہاتھ میں نہایت ہی بے کس اور بے بس مہروں کی طرح کھیل رہے ہیں اور ایک دوسرے کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں...... یہ نہایت ہی شرمناک معاملہ ہے اور عالم اسلام پر داغ لگتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام کی عزت اور وقار مجروح ہوتے چلے جا رہے ہیں، اس لئے خدا کا خوف کریں اور اسلام کی تعلیم کی طرف واپس لوٹیں، اس کے سوا اور کوئی پناہ نہیں ہے۔''

اور آخر پر فرمایا:

''اور آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ وہی جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر، اس سے علیحدہ ہو کر تم ایک ایسے جسم کی طرح ہو جس کا سر باقی نہ رہا ہو۔ بظاہر جان ہو اور عضو پھڑک رہے ہوں بلکہ درد اور تکلیف سے بہت زیادہ پھڑک رہے ہوں۔ لیکن وہ سر موجود نہ ہو جس کو خدا نے اس جسم کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ پس واپس لوٹو اور خدا کی قائم کردہ اس سیادت سے اپنا تعلق باندھو۔ خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی امن اور فلاح کی راہ باقی نہیں ہے''۔

یہ پیغام جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے اگست ۱۹۹۰ء کے شروع میں دیا گیا تھا۔ اُس وقت مسلمانوں کے پاس ابھی کافی وقت تھا کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھتے اور اخلاص اور درد سے بھری ہوئی اِس آواز پر کان دھرتے۔ مگر جیسا کہ دنیا جانتی ہے یہ آواز صدا بہ صحرا ثابت ہوئی۔ مسلمان ممالک نے اس پر کان دھرنے کی بجائے دشمن اسلام طاقتوں سے گٹھ جوڑ کر لیا اور پھر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے گلے کاٹنے کیلئے تیار ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

اس کے بعد جب عراق کے سر پر ایک مہیب تباہی کے سیاہ بادل منڈلانے لگ گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِسی جانشین نے مسلمانوں کو ایک بار پھر بڑے زور سے متنبہ کیا اور انہیں حالات کی سنگینی سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

''جو نئے حالات سامنے ابھر رہے ہیں، ان کی رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغربی قومیں جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ اسرائیل کے چنگل میں مکمل طور پر پھنس کر ان کے اس منصوبے کا شکار ہو چکی ہیں کہ بہرحال عراق کی ابھرتی ہوئی طاقت کو ملیا میٹ کر دیا جائے اور اسی تسلسل میں مسلمانوں کی جو دیگر طاقتیں ہیں، وہ بھی کمزور ہو جائیں اور بکھر جائیں۔ لیکن اس سطح پر یہ مقابلے نہ ہوں کہ گویا مسلمان ایک طرف اور عیسائی ایک طرف۔ مغربی قومیں ایک طرف اور مشرقی ایک طرف۔ بلکہ اس دفعہ کا جو منصوبہ ہے، اس میں جاپان تک کو بیچ میں شامل کرنے کا پختہ منصوبہ بنایا جا چکا ہے...... اور جاپان چونکہ ایک بہت بڑی طاقت رکھتا ہے اور جاپان کے چونکہ اقتصادی مفادات تیل کے ملکوں سے بڑے گہرے وابستہ ہیں، اس لئے ان کو یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر جاپان الگ رہا تو بعد کی ابھرتی ہوئی شکل میں جن نفرتوں نے جنم لینا ہے، اس کا نشانہ صرف مغربی طاقتیں نہ بنیں بلکہ جاپان بھی ساتھ شامل ہو جائے''

پھر آپ نے عالم اسلام کے خلاف اِن اقوام کے نہایت مکاری کے ساتھ تیار کردہ منصوبے پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا:

''منصوبہ یہ ہے کہ اس جنگ کا تمام خرچ عرب مسلمان قوموں سے وصول کیا جائے گا اور ان معاہدات پر دستخط ہو چکے ہیں کہ یہ جو جنگ ٹھونسی جائے گی اور ٹھونسی جارہی ہے، اس کا بل سعودی عرب سے لیا جائے گا اور کویت سے اور دوسری قومیں جتنی بھی شامل ہیں، ان سے اس کی قیمت وصول کی جائے گی، خاص طور پر سعودی عرب کو یہ بل سب سے زیادہ ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اور چونکہ سعودی عرب کے اکثر خزانے پہلے سے ہی امریکہ کے ہاتھ میں موجود ہیں، اس لئے ان کے بھاگ جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا....... اس کے علاوہ یہ بھی فیصلہ ہو چکا ہے کہ صرف کویت واپس نہ لیا جائے بلکہ صدام حسین کی تمام بڑھتی ہوئی طاقت کو ہر پہلو سے کچل دیا جائے...... جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی جنگ اب ٹھونسی جائے گی، اس میں عالم اسلام خود عالم اسلام کے دُور رس مفادات کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد کرنے کے لئے پوری مستعدی سے ان کا ساتھ دے رہا ہوگا۔ اس سے زیادہ بھیانک تصور انسان کے دماغ میں اسلام کے تعلق میں نہیں ابھر سکتا''۔

یہ خطبہ جس کے یہ دونوں اقتباسات ہیں، ۲۳ نومبر ۱۹۹۰ء کا ہے۔ اب بھی مسلمانوں کے پاس کافی وقت تھا کہ وہ ان تنبیہات کو سمجھتے اور نصیحت حاصل کرتے۔ مگر وہ تو یاجوج و ماجوج کے تیار کردہ ہلاکت آفریں جال میں اتنی بری طرح پھنس چکے تھے کہ اس میں سے نکلنا ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ چنانچہ اس کے پورے پانچ ہفتوں بعد وہ جنگ ہوئی اور اس میں تہذیب و اخلاق کی علمبردار اِن استعماری طاقتوں نے بغداد اور عراق کے شہروں پر وہ ہلاکت برسائی کہ ہلاکو خان کو بھی مات کر گئے۔ ان کے اپنے بیانات کے مطابق انہوں نے دو ماہ کے قلیل عرصہ میں عراق کے ۳۰۰۰ سے زیادہ قصبات صفحہ ہستی سے نابود کر دئے۔ گئے تھے عراقی فوجوں سے کویت کو خالی کرانے اور بربادی کر دی عراق کے نہتے شہریوں کی۔

پھر جس طرح سعودی عرب اور کویت کی دولت کو جنگی اخراجات کے نام پر ان سے چھینا گیا، وہ بھی ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ اِس سے بڑھ کر یہ کہ جنگ ختم ہو جانے کے باوجود جس طرح عراق کے رہے سہے اسلحہ خانوں اور کارخانوں کو ایک ایک کر کے تباہ و برباد کیا گیا اور کیا جا رہا ہے، اسے دیکھتے ہوئے یہ کہنا کہ یہ صرف کویت کو عراقیوں سے خالی کرانے کی غرض سے تھا، آنکھوں میں نمک ڈالنے کے مترادف ہے، یہ وہ امن کا خواب ہے جو یاجوج و ماجوج کہلانے والی استعماری اقوام کے اسلام دشمن دماغوں میں اٹھا اور جسے وہ پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اِس کی ابتدا اگرچہ عراق سے کی گئی ہے تاہم اس کا منتہائے مقصود امریکہ کے سابق صدر بش کے اس ''امن کے منصوبے'' کی تکمیل ہے جو تمام مسلمان حکومتوں کی یکے بعد دیگرے تباہی پر منتج ہوگا۔ اسکی حقیقت پر سے امام جماعت احمدیہ یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کے اسی جانشین (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے مندرجہ ذیل الفاظ میں پردہ اٹھایا:

''یہ خواب اس طرح پورا کیا جائے گا کہ ٹرکی اور ایران کے درمیان آپس میں مخاصمت جو پہلے بھی ہے بڑھائی جائے گی اور اس کے نتیجے میں کسی وقت آئندہ ان دونوں مسلمان حکومتوں کے درمیان اسی طرح لڑائی کروائی جائیگی جس طرح خود امریکنوں نے اتحادیوں کی مخفی تائید کے نتیجے میں عراق کو انگیخت کیا تھا کہ وہ ایران پر حملہ کرے اور امریکہ کے اتحادی عرب ممالک نے اس کی ہر طرح مدد کی۔ اِسی طرح امریکہ کے اتحادی مغربی ممالک نے عراق کو اسلحہ مہیا کرنے اور Mass Destruction کے ہتھیار بنانے کے سلسلہ میں پوری مدد دی۔ تو خواب کا جو پس منظر ہے، وہ یہ ہے۔ پس خواب جس سمت میں بھی آگے بڑھے گی اور پھیلے گی، اس پس منظر کے پیچھے وہ سمت بھی ہمیں دکھائی دینے لگی ہے۔ اور آخر پر وہ اس طرح پوری ہوگی کہ پہلے جس طرح ایک مسلمان طاقت کو دوسری مسلمان طاقت کو برباد کرنے کے لئے استعمال کیا گیا اور طاقت بنایا گیا، پھر اس بنائی ہوئی طاقت کو برباد کرنے کا منصوبہ بنایا گیا اور دوسرے مسلمان ممالک کو اس میں شامل کیا گیا، اس کا اگلا قدم کیا ہوگا۔ اسی طرح جو بچی کھچی طاقت پر مسلمان حکومتیں ہیں ان کو یکے بعد دیگرے برباد کیا جائے گا۔ یہ وہ موت کا خواب ہے جو صدر بش نے دیکھا ہے اور جسے وہ Peace کا خواب کہتے ہیں''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ فروری ۱۹۹۱ء مسجد فضل لندن)

مغربی اقوام کے اس ''امن کے خواب'' کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ) نے بھی ایک خواب دیکھا تھا۔ یہ خواب جو خود اس فتنہ کی موت سے متعلق ہے، آپ نے ۱۹۱۷ء میں دیکھا یعنی اُس وقت جب یاجوج و ماجوج کا نام پانے والی یہ اقوام ابھی پورے طور پر ابھرنے بھی نہیں پائی تھیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ جب ابھی ان کے مسلمانان عالم کے متعلق خطرناک عزائم منصۂ شہود پر نہیں آئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کے جانشین کو تصویری زبان میں اسی وقت ان کے انجام کی خبر دے دی تھی۔ اب جب کہ یہ فتنہ پورے طور پر بیدار ہو کر عالم اسلام کو موت کا پیغام دے رہا ہے، تو اس کے ساتھ اس پیش خبری کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہماری تسلی کے سامان بھی بہم پہنچا دئے ہیں۔ وہ خواب یہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

''......دیکھا کہ ایک اژدہا ہے جو لوگوں پر حملہ کر رہا تھا اور کوئی انسان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب وہ سانس لیتا تھا تو بے اختیار لوگ اس کی طرف کھینچے چلے جاتے اور کوئی ان کو روک نہ سکتا۔ انسانوں پر ہی کیا موقوف ہے، ہر ایک چیز درخت وغیرہ تک اس کی طرف کھنچنے لگے اور جب وہ سانس باہر نکالتا، تو جہاں تک پہنچتا وہاں تک کی ہر ایک چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا۔ اُس وقت میں نے اپنے دوستوں میں سے ایک کو دیکھا جس پر وہ حملہ آور ہو رہا تھا۔ میں بھاگ کر گیا کہ اس کی مدد کروں۔ لیکن وہ اژدہا اس سے ہٹ کر مجھ پر حملہ کرنے لگا۔ اس وقت مجھ کو وہ اژدہا، یاجوج و ماجوج ہی معلوم ہونے لگا۔ اور خیال آیا کہ اس کا سامنے ہو کر تو مقابلہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ 'لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِہِمَا' کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکے گا۔ اور یہ حدیث یاجوج و ماجوج کے متعلق ہے۔ اس سے مجھے گھبراہٹ سی پیدا ہوئی۔ لیکن معاً یہ بات مجھے سمجھائی گئی کہ اس حدیث کا تو مطلب ہے کہ اس کے سامنے ہو کر کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اگر کسی اَور طریق سے حملہ کیا جائے تو ضرور کامیابی ہوگی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک چارپائی پیدا ہوئی ہے جو بُنی ہوئی نہیں، صرف چوکھٹ ہے اور وہ اس اژدہے کی پیٹھ پر رکھی ہوئی ہے۔ مَیں اس پر کھڑا ہو گیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی شروع کر دی ہے۔ جس سے وہ پگھلنا شروع ہو گیا اور آخر کار مر گیا''۔

(روزنامہ الفضل قادیان، ۲۶ مئی ۱۹۱۷ء صفحہ5، رؤیاء کشوف سیدنا محمود صفحہ 48 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

یہ دونوں خواب اب دنیا کے سامنے ہیں اور وہ نہیں جانتی کہ ان میں سے کونسا پورا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے غلام اور خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ اس یقین محکم پر قائم ہیں کہ یاجوج و ماجوج یا اس کے سیاسی جانشینوں کا یہ خواب ہرگز شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔ وہ اور اس کی مؤید طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کو وقتی طور پر نقصان پہنچا سکتی ہیں جیسا کہ وہ پہنچا رہی ہیں لیکن مسیح موعود کے غلاموں کی دعائیں آخر اپنا اثر دکھائیں گی۔ انشاءاللہ! ۔ یاجوج و ماجوج کہلانے والی یہ قومیں خواہ کتنا زور لگالیں، ان کی تقدیر لکھی جا چکی ہے اور قرآنی پیشگوئی کے مطابق کہ ﴿سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ﴾ (سورۃ لھب) عنقریب وہ ایک شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گی اور اس کا ایندھن بنیں گی۔

چونکہ مامور من اللہ کا جانشین اسی مامور کی نیابت میں اور اسی کے افاضۂ روحانیت سے قوت پا کر اس کے لائے ہوئے مشن کی تکمیل کرتا ہے۔ لہٰذا خلفاءِ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا اقتباسات بھی یاجوج ماجوج کی ہلاکت سے متعلق آپؑ کی پیشگوئیوں کی تائید میں اور ان کا تتمہ سمجھے جائیں گے۔

❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے تحت آبی جان میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ -- رافع احمد تبسّم مبلغ سلسلہ)

مجلس عاملہ آبی جان نے مورخہ 20 مارچ 2005ء بروز اتوار جلسہ یومِ مسیح موعود علیہ السلام کے انعقاد اور مورخہ 23 مارچ کو اجتماعی نمازِ تہجد اور نفلی روزہ کا پروگرام تشکیل دیا۔ چنانچہ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ غیر از جماعت کو بھی دعوت نامے بھجوائے گئے اور آئیوری کوسٹ کی مرکزی مسجد الاقصیٰ کو مختلف بینرز کے ذریعہ سے سجایا گیا۔ یہ بینرز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور الہامات پر مبنی تھے۔ مہمانان کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا۔

پروگرام کا آغاز حسبِ روایات تلاوتِ قرآن کریم سے کیا گیا جو کہ مکرم Ibrahim Fofana صاحب نے تلاوت کی اور پھر اس کا فرنچ ترجمہ مکرم Loue Seydou صاحب نے پیش کیا۔ تلاوت و ترجمہ کے بعد مکرم Harouna Oudrago صاحب نے کلام حضرت مسیح موعودؑ عربی قصیدہ خوش الحانی سے پڑھنے کی سعادت پائی۔ اس کے بعد صدر جماعت احمدیہ آبیجان مکرم Kassi Yaya صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں مہمانان کرام کو خوش آمدید کہا۔

محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ آبی جان کے خطاب کے بعد مکرم Diallo Siriki صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر جولا زبان میں قرآنی آیات ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (سورۃ یونس:17) اور ﴿کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ﴾ (المجادلہ:22) کی تفسیر اور واقعات کی روشنی میں تقریر کی جسے احباب جماعت و غیر از جماعت دوستوں نے بڑی توجہ سے سنا۔

اس کے بعد تربیتی ٹریننگ سینٹر میں آئے ہوئے ایک نوجوان مکرم Sory Aboubakar صاحب نے ضرورت امام مہدی علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے اپنی تقریر کو مزیّن کیا۔

آخری تقریر لوکل مشنری مکرم Kone siaka صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مختلف واقعات کی روشنی میں فرنچ زبان میں کی۔ بعد میں اس کا لوکل زبان میں بھی ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس تقریر کے بعد جماعت احمدیہ آبی جان کی ناصرات الاحمدیہ نے یومِ مسیح موعودؑ کے حوالہ سے تیار کیا ہوا نغمہ پیش کیا۔

مجلس سوال و جواب

ازاں بعد مکرم امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ آئیوری کوسٹ مکرم عبدالرشید صاحب انور کے ساتھ سوال و جواب کا پروگرام تھا۔ اس پروگرام میں احباب جماعت اور غیر از جماعت دوستوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اس سوال و جواب کے پروگرام میں تمام سوالات اس دن کی مناسبت سے تھے۔ جیسے ظہورِ امامِ مہدی علیہ السلام و نزولِ مسیح موعودؑ، وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام۔ سیرت حضرت مسیحِ موعودؑ، جماعتِ احمدیہ کے قیام کی ضرورت نیز جماعتِ احمدیہ میں شمولیت کی ضرورت کے حوالہ سے بڑے دلچسپ سوالات کئے گئے جن کے تسلی بخش جوابات محترم امیر صاحب نے دیئے جسے تمام احباب نے بڑی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنا۔

یہ پروگرام صبح ۸:۳۰ بجے شروع ہو کر ۱۳:۳۰ تک چلا۔ اس پروگرام میں کل حاضری ۱۰۸ تھی۔ پروگرام کا اختتام اجتماعی دعا کے ساتھ ہوا جو مکرم امیر صاحب نے ہی کروائی۔ اختتامی دعا کے بعد نمازِ ظہر ادا کی گئی۔ اور نماز کے بعد تمام حاضرینِ جلسہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت لنگر سے دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ اس طرح پروگرام کا پہلا حصہ اختتام پذیر ہوا۔

پھر مورخہ ۲۲ / مارچ کی رات کو احبابِ جماعت اجتماعی نمازِ تہجد کے لئے تشریف لائے۔ اور ۲۳ مارچ کو نمازِ تہجد با جماعت ادا کی گئی۔ بعد نمازِ تہجد احبابِ جماعت نے شکرانے کے طور پر نفلی روزہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں امام وقت کو پہچاننے اور ماننے کی توفیق دی۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا﴾

❁❁❁❁❁

آبی جان (آئیوری کوسٹ) میں جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

منعقدہ 4 جون 2005 بروز ہفتہ

(رافع احمد تبسّم - مبلغ آبی جان)

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال جلسہ یومِ خلافت جماعتی روایات کے ساتھ نہایت کامیابی سے مورخہ 4 جون 2005 بروز ہفتہ مسجد اقصیٰ آبیجان میں منعقد ہوًا۔ جلسہ کی تیاری ایک ماہ قبل سے ہی شروع کر دی گئی تھی تمام احباب جماعت کو اطلاعات بھجوائی گئی، مجلسِ عاملہ میں اسکے پروگرام تشکیل دیئے گئے اور قبل از وقت مقرّرین کو عناوین دیئے گئے۔ جلسہ کیلئے مسجد اقصیٰ کے ہال کو مختلف بینرز اور رنگ برنگ جھنڈیوں کے ذریعہ سجایا گیا۔

جلسہ کا آغاز صبح دس بجے حسبِ پروگرام مکرم عبدالرشید صاحب انور امیر جماعت آئیوری کوسٹ کی زیرِ صدارت تلاوتِ قرآن کریم سے ہوًا جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا گیا. جلسہ کی پہلی تقریر مکرم امیر صاحب نے کی. آپ نے اپنی تقریر میں خلافت کی ضرورت اور اہمیت نیز اس کو ماننے کی برکات پر روشنی ڈالی۔ اس کے علاوہ خلافت احمدیہ کے قیام کی تاریخ بیان کی اور یہ ذکر فرمایا کہ یہ سلسلہ اب قیامت جاری رہے گا۔ انشاءاللہ۔

آپکی تقریر کے بعد مکرم Mahmood Dambele صاحب اور مکرم Yaya Diarra صاحب نے موقع کی مناسبت سے مختلف نظمیں اور ترانے پیش کیے. بعد ازاں امیر صاحب کی فرنچ تقریر کا لوکل زبان ''جولا'' میں ترجمہ پیش کیا گیا. جس کے بعد مکرم Siriki Diallo صاحب نے برکاتِ خلافت کے موضوع پر تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد سوال و جواب کا پروگرام ہوا جس میں احبابِ جماعت نے اس دن کی مناسبت سے بہت سے سوالات پوچھے جن کے تسلّی بخش جوابات مکرم صدیق آدم ڈُبیا صاحب نے دیئے۔

جلسہ کا اختتام محترم صدر جماعت آبی جان کے اختتامی ریمارکس اور اجتماعی دُعا کے ساتھ ہوًا. اس جلسہ میں 130 مرد و زن نے شرکت کی. جلسہ کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا. آخر پر دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ حاضرین کو برکاتِ خلافت سے نوازے۔ آمین۔

❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ

حضرت مولانا محمد احمد صاحب جلیل

(عبدالباسط شاہد۔لندن)

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ہلاپوری جماعت کے ایک جید عالم ومصنف تھے۔سادگی،اعلیٰ علمی مقام،خلوص وبےنفسی ان کی پہچان تھی۔ہمارے بزرگ استادمحترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل ان کے فرزند اکبر تھے اور اپنے بزرگ والد کے حقیقی وارث تھے۔خداتعالیٰ کے فضل سے آپ کو ہندوستان کی مشہور درسگاہوں کے اساتذہ سے حدیث کی خصوصی تعلیم مکمل کرنے کے بعد لمبا عرصہ جامعۃ المبشرین اور جامعہ احمدیہ میں تدریس حدیث کی سعادت حاصل ہوئی۔قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ وتفسیر کے کام میں بھی آپ کو گرانقدر خدمات بجالانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ناظم دارالقضاء کے مشکل واہم کام پر برسوں مامور رہے۔بطور قاضی آپ کے فیصلوں کی اصابت وعمدگی بطور مثال پیش کی جاتی ہے۔مفتی سلسلہ احمدیہ کا نہایت ذمہ داری کا کام باحسن رنگ انجام دیتے رہے۔آپ کی ایسی شاندار خدمات دینیہ کا سلسلہ پچاس سال سے زائد جاری رہا۔صحت کی خرابی کی وجہ سے اپنے صاحبزادے کے پاس برمنگھم (انگلستان) آگئے۔ایک لمبی بیماری جس میں آپ کے صبر واستقلال اوران کی اولاد کی خدمت کے جوہر آشکارا ہونے کے بعد اپریل 2005ءکو95 سال کی عمر میں مالک حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

خاکسار نے آپ کا نام ایک بزرگ عالم کے طور پر سنا ہوا تھا۔جامعہ احمدیہ میں ان کی شاگردی سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔جامعۃ المبشرین کا آغاز ہوا تو مولانا موصوف اس ادارہ میں حدیث پڑھانے پر مقرر ہوئے۔اس طرح ان کے علم وتجربہ سے استفادہ کا اور موقع مل گیا۔محترم مولانا صاحب ہمارے ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ بھی تھے۔اس زمانہ میں ربوہ میں بجلی بھی نہیں تھی۔ان کے دفتر میں گیس کے لیمپ کا انتظام تھا۔رات گئے تک اگلے روز کے سبق کی تیاری کرتے اور اس طرح اپنے عمل سے مطالعہ کی اہمیت اپنے شاگردوں کے ذہن میں راسخ کرتے۔

آپ کے علمی مقام ومرتبہ اور تدریسی تجربہ ومہارت کے ساتھ ساتھ آپ کی ایک بہت نمایاں خوبی آپ کی نہایت لطیف حسِ مزاح تھی۔آپ کے شاگرد آپ سے بہت بےتکلف ہوجاتے تھے بلکہ بعض اوقات تواندیشہ ہوتا تھا کہ ’’کرمہائے تو مارا کرد گستاخ‘‘ کی صورت تونہیں ہورہی۔اسی بےتکلفی کی وجہ سے خاکسار کی طرح ان کے باقی سب شاگرد بھی یہی سمجھتے تھے کہ مولانا صاحب ان سے زیادہ پیار کرتے ہیں اوران کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

مولانا کی ایک بہت پرانی یاد جو ہمیشہ میرے ذہن میں تازہ رہی وہ جامعۃ المبشرین کے زمانہ کی یا آج سے پچاس سال پہلے کی یاد ہے۔طلبہ نے تقریر کی مشق بہم پہنچانے کے لئے ایک مجلس بنائی۔خاکسار کو تقریر کے نام سے ہی گھبراہٹ شروع ہوجاتی تھی۔ایک دفعہ جب اس مجلس میں خاکسار کی تقریر تھی تو اس کے لئے کسی قدر تیاری ضرور کی گئی۔کچھ فقرے یاد کرلئے۔مجلس محترم مولانا کی زیرصدارت ہورہی تھی۔جب خاکسار کا نام پکارا گیا تو ایک خودفراموشی کے عالم میں خاکسار اس لئے تقریر کے لئے کھڑا ہوگیا کہ اس سے بچ کر کہیں بھاگ جانے کی گنجائش نہیں تھی۔جو فقرے یاد کئے ہوئے تھے وہ تو یکدم غائب ہوگئے۔مَیں نے چند فقرے ضرور بولے لیکن یہ فقرے کیا تھے،ان کا موضوع سے تعلق تھا یانہیں۔آواز کی لرزش اور کپکپاہٹ کی وجہ سے میری آواز سامعین تک پہنچی بھی یانہیں۔آواز پہنچ گئی تو وہ کچھ سمجھے یانہیں۔ان سب باتوں سے بےخبر سر سے پاؤں تک پسینے میں شرابور اپنی سیٹ پر واپس پہنچا تو مولانا صاحب نے اتنی حوصلہ افزائی کی کہ مجھے یہ یقین ہوگیا کہ یہ میرا نہیں کسی اور کا ذکر ہے۔مولانا اس تقریر کو’نثرگوئی‘ کی ایک مثال قرار دے رہے تھے۔حوصلہ افزائی کا یہ سلسلہ ہمیشہ ہی جاری رہا بلکہ زیادہ درست تو یہ ہوگا کہ بزرگ استاد اپنے شاگرد کی حوصلہ افزائی کا بہانہ ہی ڈھونڈتے رہتے تھے۔ان سے جب بھی ملاقات ہوئی کوئی خوشکن پُرمزاح بات ضرور سننے میں آجاتی۔بعض دفعہ کلاس میں خاکسار کی طرف اشارہ کرکے یہ بھی فرماتے کہ مجھے اس سے بچاؤ یہ ہمیشہ ’وکھی چوں‘ بات نکالتا ہے۔یہ بھی غالبًا ان کا حوصلہ افزائی کا ہی ایک انداز تھا۔

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب مرحوم کے زمانہ ادارت میں کبھی کبھی خاکسار کا کوئی مضمون الفضل میں شائع ہوتا تو محترم مولانا عندالملاقات اس کے مندرجات یاعنوان کے متعلق ایک فقرہ میں جامع مگر پُرازمزاح تبصرہ کرتے ہوئے پاس سے نکل جاتے۔

محترم مولانا صاحب ناظم قضاء کے عہدہ سے فارغ ہوکر ناظم افتاء مقرر ہوچکے تھے۔ایک دن دیکھا کہ مولانا خراماں خراماں اپنی مخصوص نرم روی سے چلتے ہوئے دفتر قضاء کی طرف جارہے ہیں۔خاکسار نے انہیں آگے بڑھ کر ملتے ہوئے کچھ اس قسم کا فقرہ کہا کہ آپ کی دفتر قضاء جانے کی عادت ابھی چل رہی ہے۔مولانا رک گئے۔مخصوص مسکراہٹ اور بےتکلفی کے ساتھ کہنے لگے کہ مَیں نے جیسے ہی تمہیں اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو مجھے یقین تھا کہ تم کوئی فقرہ بازی ضرور کروگے مگر شکر ہے کہ تم نے زیادہ سخت بات نہیں کی۔میرے پوچھنے پر کہ آپ کے ذہن میں کیا بات تھی۔کہنے لگے کہ مَیں ڈر رہا تھا کہ تم یہ نہ کہہ دو کہ

چوں پیر شود قحبہ پیشہ کند دلالی

خاکسار نے ان سے حدیث پڑھی اوراللہ تعالیٰ کے فضل سے حبّ رسولؐ کا درس لیا۔مگر عملی زندگی کے تجربات سے بھی بہت کچھ سیکھا۔خاکسار ایک لمبے عرصے سے شعبہ قضاء سے متعلق ہے۔ابتداء میں محترم مولانا صاحب نے ہی خاکسار کا نام بطور قاضی تجویز فرمایا تھا۔مجھے یاد ہے کہ بہت ابتدائی دنوں میں ایک معاملہ میں ایک پارٹی مقررہ تاریخ پر حاضر نہ ہوئی۔خاکسار نے معاملہ محترم مولانا صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔آپ نے فرمایا کہ انہیں یاددہانی کا خط لکھ دیں۔اور یہ بھی کہ اگر آپ بروقت پیش نہ ہوئے تو یکطرفہ کارروائی ہوسکتی ہے۔خاکسار نے اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے یہ فقرہ اس طرح لکھ دیا کہ ’’آپ کے خلاف یکطرفہ کارروائی ہوسکتی ہے‘‘۔محترم مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ فقرہ اس طرح لکھنا چاہئے کہ آپ کے حاضر نہ ہوسکنے کی صورت میں یکطرفہ کارروائی عمل میں آسکتی ہے۔اور یہ سمجھایا کہ آپ کی کسی بات سے یہ ظاہر نہیں ہونا چاہئے کہ آپ فریقین کے بیانات سننے سے پہلے ہی کسی نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں۔ان کی اس تادیب اور تجربہ سے خاکسار نے بہت فائدہ اٹھایا۔

ایسی بہت سی مثالیں لکھی جاسکتی ہیں۔تاہم خلاصہ یہی ہے کہ ایک عالم باعمل،زاہد وقانع،بےنفس وبےلوث،پُرمزاح شخصیت دنیا سے اٹھ گئی۔اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔آمین

❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ ’’ساؤتومے وپرنسیپ‘‘ کا
پہلا ’’جلسہ یوم خلافت‘‘

رپورٹ:رشید احمد طیب۔ مبلغ ساؤتومے

’’ساؤتومے وپرنسیپ‘‘ سنٹرل افریقہ،گلف آف گنی (Gulf of Guine) میں واقع دو جزیروں پر مشتمل ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کی آبادی قریبًا ڈیڑھ لاکھ نفوس اور رقبہ محض ایک ہزار مربع کلومیٹر کے لگ بھگ ہے۔اور قریبا سو فیصد آبادی ’’عیسائیت‘‘ سے وابستہ ہے۔ماضی میں یہ ملک پرتگال کی کالونی رہا ہے۔اس وجہ سے اس کی قومی زبان ’’پرتگیزی‘‘ ہے۔

جماعت احمدیہ کا اس ملک میں نفوذ اور قیام تین سال قبل جماعت ’’بینن‘‘ کی کوششوں سے عمل میں آیا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان الہام ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ یہاں بھی صادق آیا۔چونکہ یہ ملک ایک جزیرہ ہونے کے ناطے زمین کا چاروں طرف سے کنارہ بھی ہے اور تسلیم شدہ زمین کاوسط (ایکوئیٹر) بھی اس جزیرہ کے اندر سے گزرتا ہے۔

جلسہ یوم خلافت سے ایک ہفتہ قبل سے خاکسار نے احباب جماعت کو اس دن کی اہمیت اور پروگرام کے بارہ میں اطلاع دینی شروع کی۔ساتھ ساتھ خود بھی اور احباب جماعت کو تحریک کرکے غیراز جماعت دوستوں کو بھی اس جلسہ میں لانے کی کوشش کی۔

۲۷ مئی ۲۰۰۵ کو جلسہ سے قبل خطبہ جمعہ میں خاکسار نے نظام جماعت کا مختصر تعارف بیان کیا اور بتایا کہ ہماری جماعت اپنے اہم اور تاریخی دنوں کو کس طرح مناتی ہے۔اور بتایا کہ اس سارے نظام اور ایسے پروگراموں کا اصل اور بڑا مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا کو اپنے کھوئے ہوئے خزانے ’’خداتعالیٰ‘‘ کی خبر دی جائے اور خداتعالیٰ کی حقیقی عظمت دنیا میں قائم کی جائے۔

نماز جمعہ وعصر کی ادائیگی کے بعد مکرم عمر کروالیو صاحب صدر جماعت احمدیہ ساؤتومے کی زیرصدارت جلسہ یوم خلافت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو ہمارے نومبائع نوجوان مکرم عبدالقادر لیما صاحب نے کی اور پرتگیزی زبان میں اس کا ترجمہ بھی پیش کیا۔گزشتہ سال ہی یہ نوجوان عیسائیت کو چھوڑ کر احمدی ہوئے ہیں اور قریبا چھ ماہ کے عرصہ میں یسرنا القرآن مکمل کرنے کے بعد قرآن کریم ناظرہ کا دور پورا کرچکے ہیں۔اوراب خاکسار انہیں لفظی ترجمہ پڑھارہا ہے۔

تلاوت کے بعد عزیزان عدیل احمد اور آمنہ مریم نے خوش الحانی سے حضرت مصلح موعودؓ کے کلام سے نظم پیش کی جس کا ترجمہ خاکسار نے مقامی زبان میں بتایا۔اس کے بعد خاکسار نے اپنی تقریر میں آیت استخلاف کی روشنی میں دین حق میں نعمت خلافت کی اہمیت وبرکات کے متعلق بیان کیا اور جماعت میں خلافت کے قیام اور اب تک اس کی برکات جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرماتا چلا آرہا ہے کا مختصرًا کہ بیان کیا۔نیز بتایا کہ یہ ساری برکات وفضائل ایمان وعمل صالح سے مشروط ہیں۔اللہ تعالیٰ سے مسلسل دعائیں کرتے ہوئے اوران شرائط پرکاربند رہتے ہوئے ہی ہم اس عظیم نعمت سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت نے اپنے اختتامی کلمات میں کہا کہ کسی بھی مذہب یا ادارہ کی شروعات اسی طرح چھوٹے چھوٹے کاموں اور پروگراموں سے ہوتی ہے۔اور ضروری ہے کہ ہم اسی طرح جماعت احمدیہ کے جملہ پروگراموں کا خواہ چھوٹے پیمانے پر ہی،انعقاد کرتے رہیں اوراپنے ساتھ اپنے زیراثر افراد کو لاتے رہیں تو ضرور اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائے گا۔

اختتامی دعا کے ساتھ جماعت احمدیہ ’’ساؤتومے وپرنسیپ‘‘ کی تاریخ کا پہلا جلسہ یوم خلافت اختتام پذیر ہوا جس میں ۱۵ احباب جماعت اور ۱۴ غیر مسلم زیررابطہ افراد نے شرکت کی جنہوں نے بعدہ نہایت خوشی کا اظہار کیا اور جماعت کا تعارفی لٹریچر لے کر گئے۔

جلسہ کے بعد حاضرین کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ضمناً یہ عرض ہے کہ اسی دن خاکسار نے اپنی بیٹی عزیزہ نعمانہ رشید کا عقیقہ بھی کیا اور اسی گوشت سے احباب کی تواضع کی گئی اور بتایا گیا کہ ہمارے دین میں نعمت اولاد کے شکرانے کا یہ خوبصورت طریق ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

❁❁❁❁❁

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

بقیہ: دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

از صفحہ نمبر 16

فیملی ملاقاتوں کا آغاز ہوا جس کا سلسلہ ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ آج کی ان ملاقاتوں میں جرمنی کے علاوہ پاکستان، ترکی، نیوزی لینڈ، اور ڈنمارک سے تعلق رکھنے والے 58 خاندانوں کے کل 188 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔

مسجد بیت العلیم (Würzburg) کا افتتاح

وُرز برگ (Würzburg) جرمنی کے سب سے بڑے صوبہ BAYERN اور جماعتی تنظیم کے اعتبار سے Mainfranken ریجن کا ایک مشہور شہر ہے، یہاں جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سو مساجد منصوبہ کے تحت اِمسال مسجد تعمیر کرنے کی توفیق بخشی، الحمد للہ۔ آج سہ پہر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہاں تشریف لا کر اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔

سوا لاکھ آبادی پر مشتمل Würzburg شہر کلیساؤں کے لئے مشہور ہونے کے علاوہ ایک علمی شہر بھی ہے کہ اِس کے 13 شہری نوبل انعام یافتہ ہیں۔ جماعت کے لئے اس شہر کی خاص تاریخی اہمیت یہ ہے کہ اِسی علاقہ سے ایک جرمن خاتون نے 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا، جس کا اردو ترجمہ ہفت روزہ بدر کے شمارہ 14/ مارچ 1907ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں اس خاتون نے بڑی سعادت کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں تحریر کیا تھا کہ اس علاقہ میں اگر کوئی خدمت وہ کر سکیں تو اس کے لئے ارشاد فرمائیں۔

یہاں حضور اقدس مع افرادِ قافلہ ساڑھے پانچ بجے ورود فرما ہوئے۔ حضور کا استقبال کرنے کی سعادت ریجنل امیر مکرم احسان الحق صاحب اور مقامی صدر جماعت مکرم مبارک احمد خان صاحب کو ملی جبکہ دو بچوں نے علی الترتیب حضور اقدس اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھول پیش کئے اور سینکڑوں مردوزن اور بچوں نے استقبالیہ نعرے لگا کر اور نظمیں گا کر حضور سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا۔ بچوں کے ہاتھوں میں لوائے احمدیت اور جرمنی کے جھنڈوں والی خوبصورت جھنڈیاں تھیں جو بہت خوبصورت نظارہ پیش کر رہی تھیں۔

حضور اقدس مسجد کے احاطہ میں تشریف لائے تو سب سے پہلے اس تختی کی نقاب کشائی فرمائی جس پر مسجد کے افتتاح کی اس تقریب کے حوالہ سے تاریخی عبارت درج ہے۔ اس کے بعد حضور اقدس نے مسجد کے چاروں طرف تشریف لے جا کر جائزہ لیا اور اس کے بارہ میں تفصیلات دریافت کیں۔ حضور کو مقامی عہدیداران نے بتایا کہ اس مسجد کی زمین کا کل رقبہ 2700 مربع میٹر ہے اور مسقّف حصہ (400 مربع میٹر میں) مجموعی طور پر 360 نمازی سما سکتے ہیں۔ شعبہ سو مساجد کے انچارج و نائب امیر جماعت جرمنی مکرم سعید گیسلر صاحب اور ان کے ساتھی مکرم شکیل احمد صاحب نے حضور انور کے دریافت فرمودہ امور سے متعلق تفصیلات بتائیں۔ انہوں نے حضور انور کو بتایا کہ اِس مسجد میں پہلی مرتبہ شمسی توانائی سے چلنے والا پانی گرم کرنے کا نظام لگایا گیا ہے جس کے متعلق توقع ہے کہ ہماری ضروریات کے لئے کافی ہوگا۔ حضور انور نے مسجد کے مینار کے بارے میں بڑی دلچسپی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے۔ حضور انور کو بتلایا گیا کہ سامنے کی طرف ہے چنانچہ حضور نے مسجد کے سامنے تشریف لے جا کر مینار ملاحظہ فرمایا اس موقع پر حضور کو بتایا گیا کہ یہ مینار آٹوبان سے دُور سے بھی نظر آجاتا ہے اور رات کے وقت اس کے اوپر والے حصہ میں روشنی کا انتظام بھی ہے۔

پھر حضور مسجد کے مسقّف حصہ میں تشریف لائے جہاں سب احباب جماعت نماز کی تیاری کر کے صفوں میں بیٹھے تھے اور اذان کہی جا چکی تھی۔ چنانچہ حضور اقدس نے نمازِ ظہر وعصر پڑھائیں اور اس طرح سے اِس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

نمازوں کے بعد اِسی جگہ ایک مختصر سی تعارفی تقریب ہوئی جس کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جو مکرم محمد ایوب صاحب نے کی۔ تلاوت کی جانے والی آیات کے اردو اور جرمن ترجمہ کے بعد محترم امیر صاحب جرمنی نے اختصار کے ساتھ مسجد کے بارہ میں بتایا کہ جرمنی میں یہ ساتویں مسجد ہے جس کا افتتاح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرما رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ یہ قطعہ زمین 2000ء میں خرید کیا گیا تھا اور مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے گزشتہ سال دسمبر میں اس پر مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ محترم امیر صاحب نے بتایا کہ عام طور پر جرمنی میں ہمیں مساجد کی منظوری حاصل کرنے میں بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر اس مسجد کے حوالہ سے کوئی ایسی بات ہمیں پیش نہیں آئی۔ آپ نے مزید بتایا کہ اس مسجد میں بیشتر تعمیری کام ہمارے احباب نے وقار عمل کے ذریعہ کیا ہے جنہوں نے اپنے کاموں کا حرج کر کے اس کے لئے وقت دیا۔ امیر صاحب نے حضور کی خدمت میں ان کے لئے درخواست دعا کی اور ان میں سے نمایاں طور پر خدمت بجالانے احباب میں سندات تقسیم کرنے کی درخواست بھی کی۔ چنانچہ حضور انور نے از راہِ شفقت مندرجہ ذیل احباب کو سنداتِ خوشنودی عطا فرمائیں: مکرم مبارک احمد خان صاحب، مکرم راحت اقبال صاحب، مکرم محمد ارشاد صاحب، مکرم مبین احمد بلوچ صاحب، مکرم نادر احمد صاحب، مکرم رانا عرفان احمد صاحب، مکرم محمد ظفر اللہ صاحب، مکرم سکندر خان صاحب، مکرم خواجہ وسیم احمد صاحب، مکرم ملک محمد احمد صاحب اور مکرم محمد اعجاز صاحب۔

تقسیم سندات کے بعد حضور اقدس منبر پر تشریف لائے اور تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد ساتھ ایک مختصر سا خطاب فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں نصیحت فرمائی ہے کہ کھاؤ اور پیئو مگر اسراف مت کرو۔ اس کا مساجد کے ساتھ بھی تعلق ہے اور وہ یہ کہ آپ جو یہاں آئے ہیں، یہاں آ کر دنیا داری میں نہ پڑ جائیں بلکہ ہمارا بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہونا چاہئے، مساجد کو آباد کرنا ہمارے پیش نظر رہنا چاہئے۔ اس لئے جو لوگ اس علاقہ میں رہتے ہیں ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس مسجد کو آباد رکھیں۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ڈیڑھ سو کے قریب احباب یہاں قرب وجوار میں رہتے ہیں، اس لئے صرف پانچ دس افراد نمازوں کے لئے نہیں آنے چاہئیں۔ حضور نے احباب پر واضح فرمایا کہ اب آپ نے اس علاقہ کے لوگوں کو یہ بتانا بھی ہے کہ جو ہم کہتے ہیں کرتے بھی ہیں یعنی اگر ہم خدا کی عبادت کرنے کے لئے مساجد بناتے ہیں تو ان میں پانچ وقت آ کر عبادت کرتے بھی ہیں۔ اس لئے اپنے کاموں کا حرج کر کے بھی یہاں آتے رہیں اور خدا کی عبادت کو قائم کریں اور ارد گرد کے لوگوں کے لئے روشنی کے سامان کریں۔

حضور نے فرمایا کہ اس علاقہ میں یہ پہلا مینار ہے جس میں روشنی کا بھی انتظام ہے۔ اگر تو یہ دکھاوے کے لئے ہے تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں اور اگر یہ بطور Symbol ہے تو پھر اس کا فائدہ ہے کہ اس کی روشنی پھیلے گی اور لوگوں کے لئے فائدہ کا باعث ہوگی۔ اس لئے جب بھی مسجد آئیں۔ ہر دفعہ مینار کو دیکھ کر سوچیں کہ ہم نے اسلام اور احمدیت کا پیغام دور دور تک پہنچانا ہے۔ اور محض 180 کی تعداد پر ہی نہیں بیٹھے رہنا بلکہ یہاں کے لوگوں کو بھی اس پیغام سے روشناس کرانا ہے اور اپنے عمل سے اپنے نمونے سے بتانا ہے کہ یہ اسلام ہے جس سے نجات کی راہیں کھلتی ہیں اور اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ پس آپ نے اس علاقہ میں اسلام اور احمدیت کے سفیر بن کر پیغام پہنچانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مساجد بنیں گی تو لوگوں کی اسلام کی طرف جلدی توجہ ہوگی۔ اس لئے مسجد تو بن گئی اب اپنے عمل سے ثابت کرو کہ احمدی ہونے کے بعد واقعی آپ میں نیک تبدیلیاں آئی ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم سب کو اس کی توفیق ملے، آمین۔

حضور پرنور کے اس خطاب کے بعد امیر صاحب جرمنی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اس وقت چند زیر تبلیغ دوست حضور کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اگرچہ یہ اچانک پروگرام تھا مگر حضور نے اسے منظور فرمالیا اور چند لمحوں میں بیعت شروع ہوگئی جس میں وہاں موجود سبھی احباب بھی شامل ہوگئے۔ حضور اقدس نے اردو زبان میں بیعت لی جب کہ مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی اس کا جرمن زبان میں ترجمہ ساتھ ساتھ دہراتے چلے گئے۔ اس موقع پر تین مردوں اور تین خواتین نے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بیعت کے بعد دعا ہوئی جس کے بعد کچھ دیر تک حضور اقدس یہیں تشریف فرما رہے اور ان تینوں سے باری باری ان کے بارے میں دریافت فرماتے رہے۔ حضور نے ان سے بطور خاص دریافت فرمایا کہ آپ کو بیعت کے الفاظ اور ان کا مفہوم سمجھ آیا ہے؟ حضور جن صاحب سے گفتگو فرما رہے ہوتے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے رکھتے۔ اس طرح ان احباب کو غیر معمولی برکت نصیب ہوئی، اللہ کرے کہ انہیں استقامت عطا ہو اور احمدی ہونے کے بعد وہ پاک اور نیک تبدیلی ان میں آئے جس کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی، آمین۔

تقریب بیعت کے بعد حضور اقدس خواتین کے ہال میں تشریف لے گئے اور خواتین کو سلام کہا نیز بچیوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔ پھر مسجد کے احاطہ میں یادگار کے طور پر ایک پودا لگایا اور اس کے بعد مسجد کے اُس رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے جہاں حضور اور افرادِ خانہ کے لئے چائے کا انتظام کیا گیا تھا۔ دیگر افرادِ قافلہ اور مہمانوں کے لئے مقامی جماعت نے مسجد کے احاطہ میں چائے کا انتظام کر رکھا تھا۔

حضور اقدس سات بج کر بیس منٹ پر باہر تشریف لائے اور یہاں سے روانگی سے قبل مقامی مجلس عاملہ اور احباب جماعت کے ساتھ تصاویر بنوائیں اور ٹھیک ساڑھے سات بجے بیت الجامع آفن باخ کے سنگ بنیاد کی تقریب کے لئے روانہ ہوگئے۔

بیت الجامع آفن باخ کے سنگ بنیاد کی تقریب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجلس انصار اللہ جرمنی کے چندے سے تعمیر کی جانے والی مسجد بیت الجامع کے سنگ بنیاد کی تقریب کے لئے مع افرادِ قافلہ رات آٹھ بج کر چونتیس منٹ پر Boschweg Offenbach پر واقع جماعت کے خرید کردہ قطعہ زمین پر رونق افروز ہوئے۔ حضور انور کا استقبال صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی محترم ماسٹر مقصود احمد صاحب اور ریجنل امیر آفن باخ مکرم میاں محمود احمد صاحب نے کیا۔ اس موقع پر حضور نے دریافت فرمایا کہ مقامی صدر جماعت کہاں ہیں۔ چنانچہ وہ فوراً حضور کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

سنگ بنیاد رکھے جانے سے قبل یہاں لگائے گئے خیموں میں ایک مختصر سی تعارفی تقریب ہوئی، جس کے آغاز میں محترم ہدایت اللہ شاد صاحب نے سورہ بقرہ کی وہ آیات تلاوت کیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان دعاؤں کا ذکر ہے جو آپ نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت کی تھیں۔ اردو و جرمن ترجمہ کے بعد محترم امیر صاحب جرمنی نے اس مسجد کے بارہ میں بعض اعداد وشمار بتائے، جن کے مطابق قطعہ زمین 1700 مربع میٹر پر مشتمل ہے اور اس پر 570 مربع میٹر رقبہ کی تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے جس میں قریباً 500 افراد کے لئے نماز پڑھنے کی گنجائش ہوگی۔ اِس کا مینار 17 میٹر بلند ہوگا اور اس میں زیر زمین ایک گیراج بنایا جائے گا جس میں 36 کاروں کے پارک کئے جانے کا انتظام ہوگا۔ اس مسجد کا نقشہ ہماری ایک خاتون طالبہ علم محترمہ مبشرہ مجوکہ صاحبہ نے تیار کیا ہے۔ محترم امیر صاحب نے بتایا کہ اس مسجد کی تعمیر کا زیادہ تر کام ٹھیکہ پر ہوگا۔

اِس کے بعد حضور انور سنگ بنیاد رکھے جانے کی جگہ پر تشریف لے گئے اور دعا کے ساتھ پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ پھر حسب پروگرام حضور انور کے ارشاد پر حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے اینٹ رکھی اور آپ کے بعد مندرجہ ذیل احباب نے باری باری اینٹیں رکھنے کی سعادت حاصل کی:

مکرمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ۔ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان، مکرم صاحبزادی بی بی امتہ المتین صاحبہ۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب، وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ۔ مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ۔ مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب، مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ۔ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب، ایڈیشنل وکیل المال لندن۔ مکرم سیّد محمود احمد شاہ صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان۔ مکرم مجیب الرحمان صاحب، ایڈوکیٹ پاکستان۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب، پرائیویٹ سیکریٹری۔ مکرم احمد حسین صاحب، درویشان قادیان کا نمائندہ۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، امیر جماعت احمدیہ جرمنی۔ مکرم حیدر علی ظفر صاحب، مبلغ انچارج جماعت احمدیہ جرمنی۔ مکرم سعید گیسلر صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی و انچارج شعبہ ۱۰۰ مساجد۔ مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب، صدر مجلس انصار اللہ جرمنی۔ مکرم صادق محمد طاہر صاحب، نائب صدر صفِ دوئم مجلسِ انصار اللہ جرمنی۔ مکرم افتخار احمد صاحب، نائب صدر دوئم مجلس انصار اللہ جرمنی۔ مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب۔ مکرم مظفر احمد صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی۔ مکرمہ صاحبزادی بی بی امتہ القدوس صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان۔ مکرمہ زینت حمید صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی۔ مکرمہ منیرہ باجوہ صاحبہ، بیوہ عبید اللہ باجوہ صاحب سابق نائب صدر اوّل مجلس انصار اللہ جرمنی۔ مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب، ریجنل مبلغ۔ مکرم عبد الغفور بھٹی صاحب، سابق صدر انصار اللہ جرمنی۔ مکرم داؤد احمد کاہلوں صاحب، سابق صدر انصار اللہ جرمنی۔ مکرم میاں محمود احمد صاحب، ریجنل امیر آفن باخ۔ مکرم ارشاد احمد وڑائچ صاحب، ناظم علاقہ مجلس انصار اللہ آفن باخ۔ مکرم آصف محمود صاحب، صدر جماعت آفن باخ مٹے۔ مکرم راجہ احتشام الحق صاحب، قائمقام زعیم مجلس انصار اللہ جماعت آفن باخ۔ مکرم چوہدری محمد افضل صاحب، زعیم مجلس انصار اللہ جماعت آفن باخ مٹے۔ مکرم قیصر سرفراز صاحب، قائد مجلس خدام الاحمدیہ آفن باخ مٹے۔ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ جماعت آفن باخ مٹے۔ مکرم مصطفیٰ محمد احمد صاحب، نومبائع۔ عزیزم بلال احمد صاحب، بچہ وقفِ نو جماعت آفن باخ مٹے۔

اینٹیں رکھے جانے کے بعد حضور پُرنور نے اجتماعی دعا کروائی اور اس کے فوراً بعد یہاں سے قریباً نو بجے روانہ ہو کر واپس بیت السبوح تشریف لے گئے جہاں پہنچنے کے چند منٹ بعد ساڑھے نو بجے حضور اقدس نے نمازِ مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔ اس طرح سے حضور انور کے دورہ جرمنی کا یہ دوسرا روز بے پناہ مصروفیت میں گزرا، الحمد للہ۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❋❋❋❋❋

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت میاں عبدالعزیز نونؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 و 17 مئی 2004ء میں مکرم عبدالسمیع نون صاحب اپنے والد حضرت میاں عبدالعزیز نون صاحبؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ میرے والد صاحب نے 1903ء میں بیعت کی تھی، 1915ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے اور 9 مئی 1935ء کو وفات پائی۔ میں اُن کا اکلوتا بیٹا تھا۔ دو بہنوں کی عمریں مجھ سے بہت زیادہ تھیں۔ میری ولادت حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کی دعاؤں کے طفیل ہوئی تھی۔ 1948ء میں میری والدہ کی وفات ہوئی۔

میرے پردادا حافظ غلام مصطفیٰ صاحب حدیث کے ''متبحر'' عالم تھے۔ جب چاند سورج کو 1894ء میں گرہن لگا تو انہوں نے بتایا کہ یہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کی علامت ہے۔ مگر وہ جلد ہی فوت ہوگئے۔ ہمارا گاؤں حلال پور کوردیہہ تھا۔ میرے دادا جان کا نام حافظ غلام محمد تھا۔ جو بہت سخت گیر اور رعب والے تھے۔ میرے والد نے اُن سے اجازت مانگی کہ میں کسی بزرگ سے ملنے جانا چاہتا ہوں۔ دادا جان نے کہا کہ گولڑہ شریف چلے جاؤ۔ انہوں نے سفر خرچ لیا اور عازم قادیان ہوگئے۔ فرماتے تھے نوعمری میں مَیں نماز بھی شاذ ہی پڑھتا تھا اور وہ بھی اپنے والد سے ڈر کے مارے۔ جب میں نے اپنی اس کمزوری کا حضورؑ سے ذکر کیا تو حضور نے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور اس کے بعد مجھے نماز میں لذت آنا شروع ہوئی۔

جب میرے والد صاحب قادیان سے واپس آئے تو دادا جان نے پوچھا کہ گولڑہ شریف سے ہو آئے ہو؟ انہوں نے بتا دیا کہ میں تو قادیان گیا تھا اور امام مہدی وہاں ظاہر ہوئے ہیں۔ اس پر دادا کچھ برہم ہوئے اور جائیداد سے عاق کردینے کی دھمکی بھی دی مگر ابا اسے خاطر میں نہ لائے۔

ابا بیعت کرکے جب واپس گاؤں میں آئے تو مولانا محمد اسماعیل صاحب حلالپوری جو اِن کے دوست تھے، وہ قادیان کا حال پوچھتے تھے اور یہ انہیں بتاتے تھے۔ آخر ایک دن جب انہوں نے حضور علیہ السلام کی تصنیف لطیف ''آئینہ کمالات اسلام'' کے پہلے دو صفحات پر نظر ڈالی تو فوراً حق کو قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس پر اُن کے والد مولانا محمد بخش صاحب اُن پر سخت ناراض ہوگئے لیکن اواخر اپریل 1908ء میں انہوں نے بیعت کی توفیق پالی۔

میرے والد باوجود اس کے کہ معمولی پڑھے لکھے تھے لیکن حضورؑ کی کتب اور الفضل باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن للیانی ضلع سرگودھا کے ایک نمبردار رئیس کے ہاں گئے۔ کچھ تعلق بھی تھا۔ اب جو گئے تو اس کی شامت اعمال کہ اس نے بلاوجہ حضرت اقدسؑ کو گالیاں دینا شروع کیں۔ ابا نے اسے بہت سمجھایا کہ یہ بیہودگی اچھی نہیں۔ اگر تمہیں دشنام طرازی کا دورہ پڑا ہوا ہے تو مجھے گالیاں دے لو مگر اس پاک شخص کو گالیاں نہ دو۔ اس پر وہ اور بھی بھڑکا۔ تو ابا سخت غمزدہ ہوکر وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ نماز پڑھی، رات کو باوجود اصرار کے کھانا نہ کھایا، نہ دودھ پیا۔ عشاء کی نماز کے بعد غم سے فرمانے لگے کہ فلاں شخص نے حضرت صاحب کی شان میں آج بہت بکواس کی ہے، آٹھ دن کے اندر یہ شخص ہلاک ہوگا۔ بعد میں علم ہوا کہ عین اس کے ساتویں دن وہ رئیس حجامت کروا رہا تھا، کچھ اَور آدمی بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے بھری مجلس میں اس رئیس کی گردن پر ٹوکے سے دو وار کئے اور وہاں سے بھاگ گیا۔ یہ رئیس تڑپ تڑپ کر وہیں مرگیا اور قاتل کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

دیوی رتہ مل کپور ہمارا ایک مزارع ہوتا تھا۔ اُس کی بیٹی میری بہنوں کی ہم عمر اور دوست تھی۔ میری بہنیں قرآن کریم گھر میں پڑھتی تھیں۔ وہ ہندو لڑکی بھی آبیٹھتی تھی۔ بہت ذہین تھی اس نے بھی قرآن مجید ساتھ ہی پڑھنا شروع کردیا۔ اس کے ماں باپ اور بھائی بھی یہ جانتے تھے مگر وہ ہمارے گھر آنے میں کبھی معترض نہیں ہوئے۔ چنانچہ اُس لڑکی نے کچھ عرصہ میں ہی قرآن کریم ختم کرلیا۔ اُس کی شادی کا فیصلہ چنیوٹ کے ایک بڑے سیٹھ کے بیٹے سے ہوچکا تھا۔ ہمارے گھر میں اخبارات اور رسالے بھی آتے تھے۔ وہ لڑکی بھی میری بہنوں کے ساتھ انہیں پڑھتی رہی۔ آخر ایک دن اس نے میرے ابا سے کہا کہ میں تو احمدی ہونا چاہتی ہوں۔ جب اُس کے سسرال کو اِس کے احمدی ہونے کا علم ہوا تو انہوں نے ابا کے خلاف چنیوٹ میں پرچہ دیدیا۔ لیکن وہ لڑکی ایمان پر بڑی مستقیم نکلی۔ اگرچہ وکیل ڈرتا تھا کہ مقدمہ سنگین ہے اور چنیوٹ کے سیٹھ بھی بڑی طاقت رکھتے تھے۔ مجسٹریٹ بھی کٹر ہندو تھا۔ ابا حضرت مصلح موعودؓ کو برابر دعا کی درخواست بھجواتے رہے۔ آخر مقدمہ کے فیصلہ کا دن آگیا۔ قید سخت کی سزا کا خطرہ تھا۔ ابا ایک روز پہلے چنیوٹ پہنچے تو مسجد احمدیہ میں نماز ادا کی۔ ایک اجنبی کو مسجد میں دیکھ کر وہاں کے احمدیوں نے پوچھا تو ابا نے سارا حال انہیں بتادیا اور دعا کی درخواست کی۔ حاضرین میں ایک غریب حجام بھی تھا۔ اُس نے تفصیل پوچھی اور وعدہ کیا کہ کل احاطہ عدالت میں وہ ابا کو پھر ملے گا۔ چنانچہ وہ حجام ہفتہ کے روز صبح احاطہ کچہری میں ابا کو ملا اور بتایا کہ انشاءاللہ تم بری ہو جاؤ گے۔ اور پھر یہ تفصیل سنائی کہ گزشتہ رات میں ہندو مجسٹریٹ کے گھر گیا تھا، اس کی حجامت بنایا کرتا ہوں۔ رات کے وقت آنے پر وہ حیران ہوا کہ تم اس وقت کیسے آئے ہو۔ تو اِس نے کہا جی ضروری کام ہے، وعدہ فرمائیں کہ کام کردیں گے تو عرض کروں گا۔ اور ساتھ ہی کہا کہ میں آپ کا جدی پشتی کمین تو نہیں ہوں۔ میں تو چار آنے لے کر آپ کی حجامت بنا جاتا ہوں۔ اس لئے میرا دعویٰ یا مان تو آپ پر اس طرح نہیں جس طرح جدی کمیوں کا ہوتا ہے مگر میرا یہ کام کردیں گے تو جب تک زندہ رہوں گا، آپ کے لئے اور آپ کے اہل وعیال کے لئے دعائیں کرتا رہوں گا اور یہ کوئی رسمی دعا نہیں ہوگی اور نہ ہی ہم اس قسم کی دعا کے قائل ہیں۔ مجسٹریٹ نے کہا: اچھا اگر میں کرسکتا ہوا تو کردوں گا۔ اس نے کہا کہ میرے بھائی کا مقدمہ آپ کے پاس ہے اور کل اس کا فیصلہ ہے، اسے بری کرانا ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ آپ کا بھائی کہاں سے ہے؟ اِس نے کہا جناب وہ احمدی ہیں اور میں بھی احمدی ہوں۔ ہم بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ مجسٹریٹ نے مقدمہ کے مدعیوں کے اثرورسوخ اور مقدمہ کی سنگینی کا ذکر کیا۔ کچھ مزید باتیں ہوئیں اور بالآخر اُس نے کہا: بہت اچھا، میں اسے تمہاری خاطر بری کردوں گا۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔

1947ء میں جب تقسیم ملک کا اعلان ہوا تو ہندوستان بھر میں شرپسندوں نے قتل وغارت کا بازار گرم کردیا۔ اور اس میں نہ بوڑھوں کو نہ عورتوں کو اور نہ بچوں کو بخشا گیا۔ اور زندگی کے وہ مظاہرے دیکھنے میں آئے کہ جس سے انسانیت شرم کے مارے منہ چھپاتی پھرتی تھی۔ میں تو کالج میں پڑھتا تھا جو قادیان سے ہجرت کرکے لاہور آچکا تھا۔ گھر (سرگودھا) میں میرے والد صاحب اکیلے تھے۔ مگر اس علاقہ میں بعض دیہات کے ہندوؤں کو جائے پناہ کی جب تلاش ہوئی تو 150 کے قریب مردوزن ہماری حویلی میں پناہ گزین ہوئے۔ کیونکہ انہیں حضرت اقدس کے صحابیؓ کے علاوہ نہ کسی کی امان پر یقین تھا اور نہ کسی نے انہیں حملہ آوروں سے بچانے کی حامی بھری تھی۔ بلکہ لوگ تو اُنہیں لُوٹنے کے لئے موقعہ کی تلاش میں تھے۔ بہرحال وہ لوگ تین چار ہفتے تک ہمارے ہاں رہے۔ اور پھر ابا نے مجھے سرگودھا بھیجا کہ افسران اعلیٰ کو کہہ کر انہیں ضلعی کیمپ میں منتقل کرادیا جائے کیونکہ گاؤں میں وہ لوگ خوفزدہ بھی تھے۔ چنانچہ مَیں سرگودھا آیا جہاں شہر میں محترم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ جج امیر جماعت تھے۔ وہ میرے ہمراہ ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے اور کہا کہ یہ ایک نوجوان اور اس کا باپ اتنی تعداد میں لوگوں کو تین چار ہفتے سے پناہ دیئے ہوئے ہیں اور لوگ سخت جوش میں ہیں، ان کا انخلا کرائیں۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ان کو سرگودھا کیمپوں میں پہنچا دیا گیا۔ کیمپ سے ان افراد کی رخصتی کا نظارہ بھی بہت دلفگار تھا۔ وہ ابا کو گلے مل مل کر زاروقطار روتے ہوئے رخصت ہوئے۔

کیمپ میں بھی ان افراد کا قیام کم وبیش ایک ماہ رہا۔ ایک بار جب ابا انہیں ملنے وہاں آئے تو ایک ہندو نے کہا کہ اُس کا کچھ سونا اُس کے ایک ہندو رشتہ دار کے پاس موضع مٹیلہ میں پڑا ہے۔ اگر وہ آپ لاسکیں تو ہمارے لئے کچھ عرصہ کے لئے ان مصیبت کے دنوں میں اخراجات میں کفایت کرسکے گا۔ ابا جان کو مٹیلے والے جانتے نہیں تھے۔ مگر آپ مٹیلہ گئے۔ اتفاق سے کیمپ والے ہندوؤں سے اُن کے رشتہ داروں نے ابا جان کا نام سنا ہوا تھا اور ان کی دیانتداری کے قصے بھی۔ چنانچہ انہوں نے زبانی پیغام سُن کر ایک گٹھڑی میں سونے کے زیورات جو وزن میں کئی سیر تھے، باندھ دیے۔ ابا نے رات للیانی گزاری، وہاں کے عزیزوں نے بہت اعتراض کیا کہ لاکھوں روپے کا مال آپ ہندوؤں کو دینے جارہے ہیں۔ ابا نے کہا اُن کی امانت ہے، اُنہیں واپس دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اس پر کیمپ میں مقیم ایک اور ہندو نے کہا کہ میاں جی مٹیلہ میں میرا سونا بھی پڑا ہے۔ چنانچہ آپؓ بخوشی یہ خدمت بھی بجالائے۔

دراصل ایک تو فطرتاً آپؓ نیک نیت واقع ہوئے تھے۔ دوسرے حضرت مصلح موعودؓ کا یہ فرمان بھی جاری ہوچکا تھا کہ یہاں سے جانے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ہر قسم کی چھینا جھپٹی کو گناہ قرار دیا گیا تھا۔

اعزازات

☆ مکرم سید مطاہر جمال احمد شاہ صاحب ابن مکرم سید نور مبین شاہ صاحب نے F.Sc میں فیصل آباد بورڈ میں میڈیکل گروپ میں دوسری اور مجموعی طور پر تیسری پوزیشن حاصل کی۔

☆ مکرمہ فوزیہ مبشر صاحبہ دختر میجر (ر) مبشر احمد سدھو صاحب کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں MBA کے امتحان میں اوّل آنے اور ایک نیا ریکارڈ قائم کرنے پر گورنر پنجاب نے گولڈ میڈل دیا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8 دسمبر 2004ء میں شامل اشاعت مکرم چودھری محمد علی صاحب کی ایک غزل سے انتخاب ملاحظہ کیجئے

شرم سی کچھ حجاب سا کچھ ہے
قرب بھی بے حساب سا کچھ ہے
ماہ سا ، ماہتاب سا کچھ ہے
ہوبہو آنجناب ایدہ اللہ تعالیٰ سا کچھ ہے
مسکراتا ہوا ، حسین و جمیل
ایک چہرہ گلاب سا کچھ ہے
اس کو دیکھا تو یوں لگا جیسے
عشق کارِ ثواب سا کچھ ہے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday September 16 , 2005 | Issue No. 37

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

ہاسلٹ (بلجیم) میں نوخرید کردہ مشن ہاؤس کا معائنہ، بیت النصر۔ (کولون۔ جرمنی) میں ورود مسعود، والہانہ استقبال اور احباب سے ملاقات۔

بیت السبوح (فرینکفورٹ) میں ورود مسعود۔ فیملی ملاقاتیں، مسجد بیت العلیم (ورزبرگ۔ جرمنی) کے افتتاح کے موقع پر احباب جماعت سے خطاب۔

مسجد تو بن گئی اب اپنے عمل سے ثابت کرو کہ احمدی ہونے کے بعد واقعی آپ میں نیک تبدیلیاں آئی ہیں۔ آپ نے اس علاقہ میں اسلام اور احمدیت کے سفیر بن کر پیغام پہنچانا ہے۔ اپنے کاموں کا حرج کر کے بھی مسجد میں آئیں اور خدا کی عبادت کو قائم کریں۔

مسجد کے افتتاح کے موقع پر ورزبرگ میں تقریب بیعت۔ مسجد بیت الجامع آفن باخ کے سنگ بنیاد کی مبارک تقریب۔

(رپورٹ مرتبہ: محمد الیاس منیر۔ جرمنی)

22 اگست 2005ء بروز سوموار:

تیسویں جلسہ سالانہ جرمنی کو رونق اور برکت بخشنے اور ہزاروں شرکائے جلسہ کو اپنے ایمان افروز خطابات سے نوازنے کے لئے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ جرمنی کے دورہ کے لئے مسجد فضل لندن سے مورخہ ۲۲/اگست ۲۰۰۵ء کو روانہ ہوئے اور بیت السلام برسلز (بلجیم) میں ایک رات قیام کرنے کے بعد بیت النصر کولون سے ہوتے ہوئے 23/اگست 2005ء کی شام بخیر وعافیت فرنکفورٹ میں واقع جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکز بیت السبوح میں ورود فرما ہوئے، الحمدللہ۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ جرمنی کے اس دورہ کے لئے مورخہ 22/اگست 2005ء کی صبح گیارہ بج کر پچیس منٹ پر دعا کے ساتھ مع افرادِ قافلہ مسجد فضل لندن سے روانہ ہوئے۔ امیر جماعت برطانیہ محترم رفیق حیات صاحب اپنے رفقا کے ساتھ دو گاڑیوں میں انگلستان کی بندرگاہ Dover تک مشایعت کے لئے آئے۔ یہاں سمندری سفر Sea Cat کے ذریعہ مقررہ وقت 14:00 سے کچھ دیر تاخیر کے ساتھ شروع ہو کر 16:10 بجے مکمل ہوا جب Sea Cat کی تیز رفتار فیری فرانس کی بندرگاہ Calias پر لنگر انداز ہوئی۔ یہاں امیر جماعت بلجیم مکرم حامد محمود شاہ صاحب اور بعض دیگر احباب نے حضور کا استقبال کرنے کی سعادت پائی۔ حضور کا یہ قافلہ دوسو کلومیٹر کا سفر کر کے شام چھ بج کر چالیس منٹ پر جماعت احمدیہ بلجیم کے مرکز بیت السلام واقع برسلز پہنچا تو کثیر تعداد میں جمع احباب جماعت نے پرجوش نعرے لگا کر اور بچوں نے نظمیں پڑھتے ہوئے حضور کا استقبال کیا۔ یہاں پہنچنے کے چند منٹ بعد حضور ایدہ اللہ نے ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں اور اس موقع پر چار سو کے لگ بھگ موجود احباب جماعت کو شرفِ مصافحہ بخشا اور بعد ازاں لجنہ ہال میں تشریف لا کر انہیں السلام علیکم کہا۔ رات نو بج کر پانچ منٹ پر حضور نے مسجد میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء پڑھائی۔ اس کے بعد حضور اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔

23 اگست 2005ء بروز منگل:

آج علی الصبح سوا پانچ بجے حضور انور نے مسجد بیت السلام، برسلز میں تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی اور دس بج کر بیس منٹ پر جرمنی کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے، جہاں حضور کی اقتداء میں سینکڑوں احباب جماعت نے الوداعی دعا کے ساتھ اپنے پیارے آقا کو رخصت کیا۔ حضور کا یہ قافلہ بیت السلام سے دس بج کر بیس منٹ پر روانہ ہوا اور ہاسلٹ (Hasselt) نامی شہر میں جماعت بلجیم کے ایک نوخرید کردہ مشن ہاؤس میں رُکا جہاں حضور نے کچھ دیر ٹھہر کر اس مشن ہاؤس کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد قافلہ ٹھیک بارہ بج کر چھبیس منٹ پر جرمنی کی سرحد پر پہنچا۔

جرمنی کی سرحد پر امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مبلغ انچارج محترم مولانا حیدر علی ظفر صاحب، جنرل سیکرٹری جرمنی مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم مظفر احمد صاحب نے اپنے چند رفقاء کے ساتھ حضور کا خیر مقدم کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بیت السلام برسلز سے امیر جماعت بلجیم مکرم حامد محمود شاہ صاحب مبلغ سلسلہ مکرم نصیر احمد شاہد صاحب اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم این اے شمیم صاحب اپنے چند رفقاء کے ساتھ جرمنی تک مشایعت کی غرض سے آئے۔ یہاں حضور اقدس نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخش کر دعائیں دیتے ہوئے رخصت فرمایا۔

کولون میں ورود

اس کے ساتھ ہی قافلہ اگلی منزل کے لئے روانہ ہو کر ایک بج کر بیس منٹ پر جرمنی کے چوتھے بڑے صنعتی شہر کولون میں واقع جماعت کے ریجنل مرکز بیت النصر میں پہنچا۔ یہاں سینکڑوں احباب جماعت جن میں مرد و زن اور بچے شامل تھے، نے حضور اقدس کی گاڑی احاطہ میں داخل ہوتے ہی وارفتگی کے عالم میں استقبالیہ نعروں کے ساتھ استقبال کیا۔ حضور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو قائمقام ریجنل امیر مکرم محمد انیس صاحب دیالگڑھی، ریجنل مبلغ سلسلہ مکرم مولانا ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب اور مقامی صدر جماعت مکرم خالد احمد صاحب نے حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی ایک بچے نے بچوں کی نمائندگی میں حضور اقدس کو خوش آمدید کہتے ہوئے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور ایک بچی نے حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھول پیش کر کے تمام بچیوں کی طرف سے اِستقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر حضور اقدس کچھ دیر محترم امیر صاحب کے ساتھ یہاں کے پروگرام کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔ اس دوران بچیاں جو رنگ برنگے خوبصورت لباس میں ملبوس تھیں، نہایت شیریں اور محبت بھری آوازوں میں استقبالیہ نظمیں پڑھتی رہیں جس سے سارے ماحول میں ایک خاص پُرسرور کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔

یہاں ورود فرما ہونے کے چند منٹ بعد حضور پرنور تیاری کر کے نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف لے آئے۔ نماز کے لئے تشریف لاتے ہوئے حضور نے حاضرین کو دیکھ کر مقامی عہدیداران سے مقامی احباب جماعت کی تعداد کے بارے میں دریافت فرمایا۔ پھر جمع اور قصر کر کے حضور نے نمازیں پڑھائیں اور پھر کمال شفقت سے فرمایا کہ ان احباب سے ملاقات بھی ہو جائے۔ چنانچہ منتظمین نے فوری طور پر احباب جماعت کو منظّم کر لیا جس پر حضور نے مسجد میں موجود تمام احباب جماعت کو شرف ِمصافحہ عطا فرمایا اور بچوں کو مصافحہ کے ساتھ چاکلیٹ کے تحفہ سے بھی نوازا۔ اس موقع پر ایک پولیس افسر Mr. Kiegel بھی بڑی محبت کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ یہ پولیس افسر حکومت کی طرف سے ڈیوٹی پر تھے اور حضور اقدس کی شخصیت سے متأثر ہو حضور سے ملنے چلے آئے تھے۔ اس کے بعد حضورِ انور لجنہ ہال میں تشریف لے گئے جہاں خواتین کو سلام کیا اور بچیوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔ قریباً پونے تین بجے حضور اقدس اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے اور کھانا تناول فرمانے اور کچھ دیر آرام کے بعد چار بج کر آٹھ منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے جہاں مقامی عہدیدارانِ جماعت حضور ایدہ اللہ کے ساتھ تصویر بنوانے کے منتظر تھے۔ حضور نے ازراہِ شفقت ان کے ساتھ تصویر بنوائی۔ اس موقع پر وہاں موجود بچیوں نے دعائیہ وداعی اشعار خوش الحانی سے پڑھنے شروع کر دیئے جنہیں سن کر حضور اُن بچیوں کے پاس تشریف لے گئے۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب سے حضور انور بیت النصر اور کولون شہر کے بارے میں کچھ دیر تک تفاصیل دریافت فرماتے رہے، اس گفتگو سے حضور اقدس کی اس خواہش کا اظہار ہوتا تھا کہ اس عمارت کی مسجد کی شکل پر تعمیر نو ہونی چاہئے یا کم از کم کسی اور جگہ زمین خرید کر ایک باقاعدہ مسجد تعمیر کی جائے۔ امیر صاحب نے حضور انور کو اس مرکز کے بارے میں بتایا کہ اسے سو مساجد منصوبہ سے پہلے خرید کیا گیا تھا اور حضور ایدہ اللہ کی ہدایت اور خواہش کے مطابق اسے مسجد کی شکل دینے کے امکانات کا جائزہ لیں گے۔ یاد رہے کہ اس مرکز میں حضور اقدس پہلی مرتبہ ورود فرما ہوئے تھے۔

اس کے بعد حضور پرنور نے چار بج کر بیس منٹ پر اجتماعی الوداعی دعا کرائی اور مع افراد قافلہ فرنکفورٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔

بیت السبوح (فرانکفورٹ) میں ورود مسعود

حضور کا قافلہ کولون سے روانہ ہو کر چھ بج کر پچاس منٹ پر بیت السبوح فرانکفورٹ پہنچا تو لوکل امیر مکرم فلاح الدین خان صاحب نے اپنے بعض رفقاء کے ساتھ حضور کا استقبال کیا۔ دو بچوں نے پھولوں کے گلدستے حضور اقدس اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور اقدس استقبال کے لئے حاضر احباب جماعت کے سامنے سے گزرتے ہوئے، سب کو ہاتھ ہلا کر سلام کرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے اور ٹھیک نو بجے رات مسجد بیت السبوح میں تشریف لائے اور مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد حضور نے بیت السبوح کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور ہر دفتر میں نیز بیت السبوح میں مقیم مربیانِ سلسلہ کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ حضور اقدس نے معائنہ کے دوران دفاتر میں موجود کارکنان سلسلہ سے ان کے کام سے متعلق دریافت فرمایا اور انہیں ضروری ہدایات سے نوازا، خصوصاً سیکرٹری امورِ خارجہ کو جلسہ کے لئے تشریف لانے والے جرمن مہمانوں کے بارے خصوصی ہدایات دیں۔ اسی دوران حضور بیت السبوح کی تیسری منزل پر کھلے صحن پر تشریف لے جا کر بیت السبوح کا بلندی سے نظارہ فرماتے رہے اور امیر صاحب کو اس بارے میں بعض ہدایات سے نوازتے رہے۔ دفاتر کے معائنہ کے بعد حضور اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔

24 اگست 2005ء بروز بدھ:

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ جرمنی کے دورہ اگست ۲۰۰۵ء کے دوسرے روز کا آغاز نمازِ فجر سے کیا۔ حضور پرنور صبح ساڑھے پانچ بجے اپنی رہائشگاہ سے مسجد میں تشریف لائے اور نمازِ فجر پڑھائی۔

دفتری مصروفیات کا آغاز صبح سوا دس بجے ہوا۔ پہلے حضور انور نے ضروری ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ بعد ازاں ساڑھے دس بجے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں